۱۸۷۵ ~~۴۱۲۶۳~~

پیغام صلح

بسرپرستی صدر انجمن احمدیہ قادیان

الصلح خیر

وان من امة الا خلا فیہا نذیر (آیہ قرآنی)

(کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی نبی نہیں آیا)

پیغام صلح

جو

ہندوستان کے دو بڑے مذاہب یعنے ہندوازم اور اسلام میں مصالحت کرانے
کے لیے اعلحضرت حجۃ اللہ **المسیح الموعود** والمہدی مسعود علیہ السلام نے
اپنی زندگی کے آخری دو تین دنوں میں لکھا۔ اور جو اعلےٰ طبقہ کے ہندو مسلمانوں
کے ایک عظیم الشان جلسہ میں بتحریک عمائدینِ اہل اسلام لاہور بمقام
پنجاب یونیورسٹی ہال بصدارت آنریبل رائے بہادر **پرتول چندر** چٹرجی ایم اے
جج چیف کورٹ پنجاب

خواجہ کمال الدین وکیل چیفکورٹ پنجاب نے ۲۱ جون سنہ ۱۹۰۸ء کو پڑھا

حافظ سلطان احمد پرنٹر کے اہتمام سے رفاہ عام پریس لاہور میں چھپا

تعداد اشاعت دس ہزار — بار دوم

ستمبر سنہ ۱۹۰۸ عیسوی

پیغام صلح بار ثانی

سرمہ مفت نذر ہوں میری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشم خریدار پہ احساں میرا

پیغام صلح پہلے دو ہزار چھپ کر ملک میں شائع ہوا - اس کی ہر دلعزیزی اور کثرت طلب نے اور خصوصاً اس اہم مشن نے جس کا اعلان اس مبارک پیغام کے ذریعہ کیا گیا ہے مجھے پھر آمادہ کیا کہ ابکی دفعہ **دس ہزار کاپی** اس کی چھاپ کر بلاقیمت ہندو احباب میں کثرت سے شائع کی جاوے - علاوہ ازیں تین ہزار کاپی بزبان انگریزی بھی چھپ کر تقسیم ہو رہی ہے ہندو احباب نصف آنہ کا ٹکٹ بھیج کر مجھ سے بلا قیمت پیغام صلح اردو یا انگریزی منگوا سکتے ہیں +

ابکے پیغام صلح کے ساتھ کرشن اوتار ایک تازہ کتاب مولفۂ راقم بھی پیش کی جاتی ہے - ہندو احباب سے امید کی جاتی ہے - کہ وہ اس کتاب کو نہایت ٹھنڈے دل اور غور سے پڑھیں - اور اس کے مطالب سے مستفید ہونے کی کوشش کریں - بد قسمتی سے ہندوستان میں مذہبی لٹریچر بعض عبدالدنیا کے اغراض نے خراب کر رکھا ہے - یہ کتاب اُن عبد الاغراض کے تتبع میں نہیں لکھی گئی - بلکہ نہایت محبت اور روح وراستی کے ساتھ لکھی گئی ہے - اور دل آزاری کرنا ایک امر حرام سمجھا گیا ہے - خدا تعالےٰ اس نیک کوشش کو جس کی غرض ہندوستان سے انمیل دور کرنا ہے بار آور کرے - آمین

اخیر میں مَیں نہایت صدق دل سے اپنے احمدی بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے حسب طاقت مجھے اس کار خیر میں مالی امداد دی +

کمال الدین بی اے وکیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انٹروڈکشن بار اوّل

پیغامِ صُلح

یہ وہ مبارک پیغام ہے۔ جو اعلیحضرت حجۃ اللہ و المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مقدس زندگی کے آخری دو تین دنوں میں لکھا۔ اس پیغام کے اصل مخاطب ہمارے بھائی ہندو معززین ملک ہیں۔ جن کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے کہ اگر وہ ملک اور قوم کی بہبودی چاہتے ہیں۔ تو اس نسخہ پر عمل کریں۔ جو ایک ایسے حقیقی طبیب کا تجویز کردہ ہے۔ جسے خدا تعالےٰ نے اس ملک میں امن اور آشتی کے پھیلانے کے لیے بھیجا۔ جو صلح کا مشن لے کر دنیا میں آیا۔ اور جو اپنی مدت العمر میں جہادی جنگوں کی بیخکنی کرکے اپنے آخری ایام میں مذہبی مجادلات میں دل آزاری کا خاتمہ اس پیغام صلح کے ذریعہ کر گیا۔ آج اگرچہ وہ مقدس انسان ہم میں نہیں۔ لیکن اس کی پاک روح ہم میں ہر وقت کام کر رہی ہے۔ جناب مسیح موعودؑ کے خدام جس قدر ہیں اور جہاں جہاں۔ وہ ان وصایا پر جو اس مبارک پیغام میں ہیں۔ ہر طرح اور ہر وقت عمل کرنے کو تیار ہیں۔ چنانچہ ہمارے موجودہ امام میرے سید و آقا حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب نے ذیل کی تحریر کے ذریعہ اعلیحضرت مسیح موعود کے پیغام پر مُہر تصدیق کر دی ہے۔ وھوھذا

برادر مکرم خواجہ صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں حضرت امام مسیح موعود و مہدی معہود کو دل سے سچا اور اُن کے کاموں کو صداقت کے کام یقین کرتا رہا۔ اور ابتک اسی یقین پر ہوں۔ ایک ذرہ بھر ان کے خلاف کو ہلاکت کا باعث اعتقاد رکھتا ہوں جو کچھ آپ نے لکھا وہ سب کا سب مجھے قبول ہے +

نور الدین ۴ جون ۱۹۰۸ء

معزز ہندو برادران! آپ سے بہتر اس بات کو کون سمجھتا ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے کی مخالفت میں کیا کچھ برداشت کر رہے ہیں۔ گذشتہ ایک دو سالوں میں آپ کی طرف سے ہندو مسلمانوں کے ملانے کی کوشش ضرور ہوئی۔ اور آپ میں سے برگزیدہ لوگ اس مشن کو لیکر ہندوستان میں پھرے اور جا بجا لیکچر بھی دئے گئے۔ لیکن آج تک کسی قسم کی کامیابی کا دیکھنا انھیں نصیب نہ ہؤا۔ اس کی وجہ کچھ نہ تھی بجز اس کے کہ یہ لوگ نہ اصلی مرض کو سمجھتے تھے۔ اور نہ اس کے علاج سے واقف تھے۔ اور نہ وہ دراصل اس کام کے لیے خدا کی طرف سے مامور ہی تھے۔ یہ تو اس **مسیح ہند** کا کام ہی تھا جو صلح کا مشن لے کر دنیا میں آیا۔ اور جسے دنیا سے مذہبی جنگ و جدال کی بیخکنی کرنے کے لیے خدا تعالےٰ نے مبعوث کیا۔ آپ اس پیغام کو بغور پڑھیں۔ اور اپنی عقل سلیم اور کانشنس سے کام لیں۔ تعلیم جدید نے پہلے ہی سے آپ کو اس صلح کے لیے دراصل طیار کر رکھا ہے۔ آپ کی موجودہ تہذیب آپ سے اس ٹالریشن اور تحمل و بُرد باری کو طلب کرتی ہے۔ جو اس مبارک پیغام کو سننے اور پڑھنے کے لیے ضروری ہے۔ ہم **چار لاکھ احمدی** صفائے قلب کے ساتھ آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو طیار ہیں۔ اگر آپ شرائط مندرجۂ "پیغام" پر کاربند ہونے کو طیار ہیں۔ یہ ایک وقت ہے جب کہ ہم کو صلح کرنے کی از حد ضرورت ہے۔ ہم آپ سے اَور کچھ نہیں چاہتے۔ جو کچھ اس پیغام صلح کے ذریعہ چاہتے ہیں۔ اس کا لب لباب بالمقابل ایکدوسرے کا تعزز اور محبت کا بڑھانا اور دل آزاری کا خاتمہ ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ میرے دیگر تعلیم یافتہ مسلمان بھائی اور ایسے ہی دیگر تہذیب یافتہ مسلمان اس پیغام کے پہنچانے میں ہمارے ساتھ ہم آواز ہیں اور ہونگے۔ ہمارا احمدی مسلمان تو ہر وقت اپنے مرشد و مولا کی اس آخری وصیت کو اپنے لیے ایک واجب التعمیل فرمان سمجھتے ہیں۔

میرے معزز ہندو بھائیو! کیا آپ میں کوئی سعید اور رشید انسان نہیں؟ کیا آپ میں ملک کی حقیقی خیر خواہی نہیں؟ کیا آپ آئے دن کے فسادوں کو مٹانا نہیں چاہتے؟ وہ صلح اور امن جو ہندو قوم کا خاصہ وہ مرنجان مرنج کا اصول جن پر آپ لوگوں کا طریق عمل رہا ہے وہ کہاں ہے۔ اور میں تو یقین کرتا ہوں کہ آپ میں یہ ساری باتیں اب بھی ہیں۔ ان

لوگوں کی باتیں مت سُنو جنھوں نے مذہب کو ایک تجارت بنا رکھا ہے۔ اور جن کا فائدہ اس میں ہے کہ مختلف مذاہب کی ہندوستان میں لگاتار ایک کشتی لگی رہے۔ اور جن کا لٹریچر دوسروں کو گالیاں دینا اور دل آزار کلمات سے دوسروں کے بزرگوں کو یاد کرنا ہے۔ ان لوگوں کو چھوڑ دو اور اس صلح کی اور اس محبت کی آواز کو سنو کہ اصلی نفع اسی میں ہے*

اس مبارک پیغام کے مطالعہ کے بعد آپ بہت ہی غور و فکر سے کام لیں۔ اور پھر مجھے آپ ضرور اطلاع دیں کہ ہم کو عملی رنگ میں کیا کچھ کرنا چاہئیے۔ عالیحضرت مسیح ہندوستان نے چند ہندو عمائد **لاہور** کے سامنے جو آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ یہ ذکر فرمایا تھا کہ آپ کا ارادہ ایک ایسوسی ایشن بنانے کا ہے۔ جس سے ہندو مسلمانوں میں سے فساد مٹ جاوے اور صلح اور محبت پیدا ہو جاوے۔ انھوں نے اُن معزز ہندو شرفائے سے بھی چاہا تھا۔ کہ وہ اُن کے ساتھ مل کر ایسی ایسوسی ایشن میں کام کریں۔ اگرچہ مقدس مسیح چلا گیا۔ لیکن وہ یہاں سے تشریف لے جانے سے پہلے اپنا منشاء اس مبارک پیغام کے ذریعہ ظاہر کر گیا اور ساتھ ان اصولوں کو بھی جتلا گیا۔ کہ جن کے رو سے اس قسم کی ایسوسی ایشن اتحاد قائم ہونی ممکن ہے۔ کیا یہ مشکل امر ہے۔ کہ اب ہم اس قسم کی ایسوسی ایشن کی بنیاد ڈالیں +

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کے دلوں میں **الہام** کرے۔ تاکہ آپ اُس نیک نیتی کی قدر کریں۔ جو اس پیغام صلح کی اصلی محرک تھی۔ خدا وہ دن لاوے جب ہندو مسلمان شیر و شکر ہو کر ایک دوسرے کے اعضا بن جاویں۔ اور باہمی تباغض اور تحاسد کو دلوں سے دور کر دیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر اور بلد وہ وقت لا جب اس ملک کے باشندے تیرے مقدس رسولوں کی حقیقی عزّت اپنے دل میں محسوس کریں۔ اور یہ لوگ ان پاک وصایا پر عمل کرنے کی توفیق حاصل کریں جو تو نے وقتاً فوقتاً ہند میں۔ شام میں۔ ایران میں۔ **عرب** میں یا کسی اور ملک میں اپنے پاک بندوں پر الہام کیے آمین

اخیر میں مجھے اس لیکچر کے مرتب کرنے کے متعلق کچھ عرض کرنا

ہے۔ مَیں نے اس کی ترتیب میں یہ التزام رکھا ہے۔ کہ پہلے تیئیس صفحوں
میں تو وہ مضمون درج کر دیا ہے۔ جو خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے
مبارک ہاتھوں سے اخویم میر جمال الدین صاحب خوشنویس کو
پچیس تاریخ مئی کی شام کے وقت بغرض کتابت دیا۔ اس کے بعد میں نے
وہ تمام یادداشتیں اعلیحضرت کے ہاتھ کی لکھی ہوئی درج کر دی ہیں
جو مجھے پیغام صلح کے متعلق آپ کے مسودات سے ملیں۔ ان
یادداشتوں میں اول تو وہ آیات ہیں جو آپ نے قرآن کریم سے
پیغام صلح میں موقعہ بموقعہ تمسک کرنے کی غرض سے جمع کی تھیں اسکے
بعد کچھ حقائق اور مسائل ہیں اور بعض اعتراضات ہیں جو منکران
نبوت و الہام نے آج کل کیے ہیں۔ ان تمام باتوں پر آپ نے اپنی
مختلف کتابوں میں بڑے شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے
اور غالباً آپ کا ارادہ ہوگا کہ اس مضمون میں ان امور پر کچھ روشنی
ڈالی جاوے۔ لیکن مضمون کو موجودہ حیثیت میں دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا
ہے۔ کہ ان یادداشتوں کے لکھنے کے بعد جس غرض کے لیے مقدّس
مصنّف نے قلم اُٹھایا تھا وہ غرض پوری ہو چکی ہے۔ لیکن چونکہ
یہ ایک آخری تحریر اس جلیل القدر انسان کی ہے۔ کہ جس کے
ایک ایک فقرہ کی کسی آئندہ وقت میں پرستش ہوگی۔ اس لیے
مَیں نے یہ پسند کیا کہ اِن تمام یادداشتوں کو بھی چھاپ دیا جاوے +
علاوہ ازیں ان یادداشتوں اور ان جمع کردہ آیات قرآنی
سے اس وسیع اور غائر نظر کا پتہ چلتا ہے جو حضرت والا کو
قرآن مجید اور دیگر مذاہب کے مقدس لٹریچر کے متعلق تھی۔
ان سے یہ سمجھ آسکتی ہے کہ قرآن مجید نے وہ تعلیم اصلاح انسانی
اور تہذیب و تمدن کی پیش کی ہے کہ جس کے مخالف کوئی
حقیقی الہامی کتاب نہیں ہو سکتی +

عزیز منزل لاہور
۱۵ جون سنہ ۱۹۰۸ء

خواجہ کمال الدین وکیل
چیفکورٹ پنجاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اے میرے قادر خدا اے میرے پیارے رہنما تو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے شریف پاتے ہیں اہل صدق و صفا۔ اور ہمیں اُن راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دُنیا کی حرص و ہوا۔ **امّا بعد** اے سامعین ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اُس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے۔ اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں۔ یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں۔ اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایکدوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دُنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں۔ اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں +

اے ہموطنو!! وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا مثلاً جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں۔ وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لیے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے۔ اور سب کے لیے اس کا سورج اور چاند اور کئی اور ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں۔ اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں۔ اُس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاق ربانی ہمیں سبق دیتے ہیں۔ کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگدل اور تنگ ظرف نہ بنیں +

دوستو!! یقیناً سمجھو کہ اگر ہم دونوں قوموں میں سے کوئی قوم خدا کے اخلاق کی عزت نہیں کریگی۔ اور اس کے پاک خلقوں کے برخلاف اپنا چال چلن بنائیگی تو وہ قوم جلد ہلاک ہو جائیگی۔ اور نہ صرف اپنے تئیں بلکہ اپنی ذریت

کو بھی تباہی میں ڈالیگی جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے تمام ملکوں کے راستباز یہ گواہی دیتے آئے ہیں کہ خدا کے اخلاق کا پیرو ہونا انسانی بقاء کے لیے ایک آبِ حیات ہے۔ اور انسانوں کی جسمانی اور روحانی زندگی اسی امر سے وابستہ ہے۔ کہ وہ خدا کے تمام مُقدّس اخلاق کی پَیروی کرے جو سلامتی کا چشمہ ہیں +

خدا نے قرآن شریف کو پہلے اسی آیت سے شروع کیا ہے جو سورہ فاتحہ میں ہے کہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن** یعنی تمام کامل اور پاک صفات خدا سے خاص ہیں جو تمام عالموں کا ربّ ہے۔ عالم کے لفظ میں تمام مختلف قومیں اور مختلف زمانے اور مختلف ملک داخل ہیں۔ اور اس آیت سے جو قرآن شریف شروع کیا گیا یہ درحقیقت ان قوموں کا ردّ ہے جو خدا تعالےٰ کی عام رُبوبیت اور فیض کو اپنی ہی قوم تک محدود رکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا وہ خدا تعالےٰ کے بندے ہی نہیں۔ اور گویا خدا نے ان کو پیدا کر کے پھر ردّی کی طرح پھینک دیا ہے۔ یا ان کو بھول گیا ہے۔ اور یا (نعوذ باللہ) وہ اس کے پیدا کردہ ہی نہیں۔ جیسا کہ مثلاً یہودیوں اور عیسائیوں کا اب تک یہی خیال ہے کہ جس قدر خدا کے نبی اور رسول آئے ہیں۔ وہ صرف یہود کے خاندان سے آئے ہیں اور خدا دوسری قوموں سے کچھ ایسا ناراض رہا ہے۔ کہ ان کو گمراہی اور غفلت میں دیکھ کر پھر بھی اُنکی کچھ پروا نہیں کی۔ جیسا کہ انجیل میں بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں صرف اسرائیل کی بھیڑوں کے لیے آیا ہوں۔ اس جگہ ہم ایک فرض محال کے طور پر کہتے ہیں۔ کہ خدائی کا دعوےٰ کر کے پھر ایسا تنگخیالی کا کلمہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کیا مسیح صرف اسرائیلیوں کا خدا تھا اور دوسری قوموں کا خدا نہ تھا جو ایسا کلمہ اس کے مُنہ سے نکلا۔ کہ مجھے دوسری قوموں کی اصلاح اور ہدایت سے کچھ غرض نہیں +

غرض یہودیوں اور عیسائیوں کا یہی مذہب ہے۔ کہ تمام نبی اور رسول اُنھیں کے خاندان سے آتے رہے ہیں۔ اور اُنھیں کے خاندان میں خدا کی کتابیں اُترتی رہی ہیں۔ اور پھر بموجب عقیدہ عیسائیوں کے وہ سلسلہ **الہام** اور **وحی** کا حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر ختم ہو گیا۔ اور خدا کے الہام پر مُہر لگ گئی +

انھیں خیالات کے پابند **آریہ صاحبان** بھی پائے جاتے ہیں۔ یعنی جیسے **یہود** اور **عیسائی** نبوت اور الہام کو اسرائیلی خاندان تک ہی محدود رکھتے ہیں۔ اور دوسری تمام قوموں کو الہام پانے کے فخر سے جواب دے رہے ہیں۔ یہی عقیدہ نوع انسان کی بدقسمتی سے آریہ صاحبان نے بھی اختیار کر رکھا ہے یعنی وہ بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا کی وحی اور الہام کا سلسلہ آریہ ورت کی چار دیواری سے کبھی باہر نہیں گیا۔ ہمیشہ اسی ملک سے **چار رشی** منتخب کیے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ وید ہی بار بار نازل ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ **ویدک**

سنسکرت ہی اس الہام کے لیے خاص کی گئی ہے +

غرض یہ دونوں قومیں خدا کو رب العالمین نہیں سمجھتیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ جس حالت میں خدا رب العالمین کہلاتا ہے۔ نہ صرف رَبّ اسرائیلیاں یا صرف رَبّ آریاں۔ تو وہ ایک خاص قوم سے کیوں ایسا دائمی تعلق پیدا کرتا ہے۔ جس میں صریح طور پر طرفداری اور پکش پات پائی جاتی ہے۔ پس ان عقاید کے ردّ کے لیے خدا تعالےٰ نے قرآن شریف کو اسی آیت سے شروع کیا کہ الحمد للہ ربّ العلمین۔ اور جا بجا اس نے قرآن شریف میں صاف صاف بتلا دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہتے ہیں۔ بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا۔ اور قرآن شریف میں طرح طرح کی مثالوں میں بتلایا گیا ہے۔ کہ جیسا کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کے لیے اُن کے مناسب حال ان کی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے۔ ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیت سے بھی فیضیاب کیا ہے۔ جیسا کہ وہ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ یا کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی نبی یا رسُول نہیں بھیجا گیا +

سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنے کے لائق ہے۔ کہ وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ رب العالمین ہے۔ اور اسکی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں۔ اور نہ کسی خاص زمانہ تک بلکہ وہ سب قوموں کا ربّ ہے۔ اور تمام زمانوں کا ربّ ہے۔ اور تمام مکانوں کا ربّ ہے۔ اور تمام ملکوں کا وہی ربّ ہے۔ اور تمام فیضوں کا وہی سرچشمہ ہے۔ اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اُسی سے ہے۔ اور اسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہیں۔ اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے +

خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے۔ یہ اس لیے ہؤا کہ تا کسی قوم کو شکایت کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ اور یہ نہ کہیں کہ خدا نے فلاں فلاں قوم پر احسان کیا۔ مگر ہم پر نہ کیا۔ یا فلاں قوم کو اس کی طرف سے کتاب ملی۔ تا وہ اُس سے ہدایت پاویں مگر ہم کو نہ ملی۔ یا فلاں زمانہ میں وہ اپنی وحی اور الہام اور معجزات کے ساتھ ظاہر ہؤا۔ مگر ہمارے زمانہ میں مخفی رہا۔ پس اُس نے عام فیض دکھلا کر اُن تمام اعتراضات کو دفع کر دیا۔ اور اپنے ایسے وسیع اخلاق دکھلائے کہ کسی قوم کو اپنے جسمانی اور روحانی فیضوں سے محروم نہیں رکھا۔ اور نہ کسی زمانہ کو بے نصیب ٹھہرایا +

پس جبکہ ہمارے خدا کے یہ اخلاق ہیں۔ تو ہمیں مناسب ہے کہ ہم بھی انہیں اخلاق کی پیروی کریں۔ لہذا اے ہموطن بھائیو! یہ مختصر رسالہ جس کا نام ہے **پیغام صلح** باادب تمام آپ صاحبوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور بصدق دل دُعا کی جاتی ہے کہ وہ قادر خدا آپ صاحبوں کے دلوں میں خود الہام کرے۔ اور ہماری ہمدردی کا راز آپ کے

دلوں پر لکھوں دے۔ تا آپ اس دوستانہ تحفہ کو کسی خاص مطلب اور نفسانی غرض پر مبنی تصور نہ فرمادیں۔ عزیزو!! آخرت کا معاملہ تو عام لوگوں پر اکثر مخفی رہتا ہے۔ اور انھیں پر عالم عقبےٰ کا راز کھلتا ہے۔ جو مرنے سے پہلے مرتے ہیں۔ مگر دنیا کی نیکی اور بدی کو ہر ایک دور اندیش عقل شناخت کرسکتی ہے +

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اِتفاق ایک ایسی چیز ہے۔ کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دُور نہیں ہوسکتیں۔ اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہوسکتیں وہ اتفاق سے حل ہوجاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں۔ کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہوکر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دینگے یا مسلمان اکٹھے ہوکر ہندوؤں کو جلاوطن کر دینگے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہورہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے۔ تو دوسرا بھی اس میں شریک ہوجائیگا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبّر اور مشیخت سے حقیر کرنا چاہیگی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچیگی۔ اور اگر کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہیگا تو اُس کا نقصان وہ آپ بھی اُٹھائیگا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے۔ اس کی اس شخص کی مثال ہے۔ کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہٖ تعالےٰ تعلیمیافتہ بھی ہوگئے۔ اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے۔ اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازتِ آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دشوار گذار راہ کے لیے باہمی اتفاق کے اُس سرد پانی کی ضرورت ہے۔ جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کردے۔ اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے +

ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لیے بُلاتا ہے۔ جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلا نازل ہورہے ہیں۔ زلزلے آرہے ہیں۔ قحط پڑرہا ہے۔ اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے۔ کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئیگی۔ اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کریگی۔ تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئینگی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کریگی کہ دوسری بلا ظاہر ہوجائیگی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہوجائینگے کہ یہ کیا ہونیوالا ہے۔ اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہوجائینگے۔ سو اے ہموطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہوجاؤ۔ اور چاہئے کہ ہندو و مسلمان باہم صلح کرلیں۔ اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو وہ صلح

کی مانع ہو اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے - ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اُسی قوم کی گردن پر ہوگا +
اگر کوئی کہے کہ یہ کیونکر وقوع میں آسکتا ہے - کہ صلح ہو جائے - حالانکہ باہم مذہبی اختلاف صلح کے لیے ایک ایسا امر مانع ہے جو دن بدن دلوں میں پھوٹ ڈالتا جاتا ہے +
مَیں اس کے جواب میں یہ کہونگا کہ درحقیقت مذہبی اختلاف صرف اس اختلاف کا نام ہے - جس کی دونوں طرف عقل اور انصاف اور امور مشہودہ پر بنا ہو - ورنہ انسان کو اسی بات کے لیے تو عقل دی گئی ہے - کہ وہ ایسا پہلو اختیار کرے جو عقل اور انصاف سے بعید نہ ہو اور امور محسوسہ مشہودہ کے مخالف نہ ہو - اور چھوٹے چھوٹے اختلاف صلح کے مانع نہیں ہوسکتے - بلکہ وہی اختلاف صلح کا مانع ہوگا جس میں کسی کے **مقبول پیغمبر** اور مقبول **الہامی کتاب** پر توہین اور **تکذیب** کے ساتھ **حملہ** کیا جائے +
ماسوا اس کے صلح پسندوں کے لیے یہ ایک خوشی کا مقام ہے کہ جس قدر **اسلام** میں تعلیم پائی جاتی ہے - وہ تعلیم **ویدک** تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے - مثلاً اگرچہ نوخیز مذہب **آریہ سماج** کا یہ اصول رکھتا ہے - کہ ویدوں کے بعد الہام الٰہی پر مُہر لگ گئی ہے - مگر جو ہندو مذہب میں وقتاً فوقتاً **اوتار** پیدا ہوتے رہے ہیں جن کے تابع کروڑ ہا لوگ اسی ملک میں پائے جاتے ہیں - انھوں نے اُس مُہر کو اپنے **دعوئے الہام** سے توڑ دیا ہے - جیسا کہ ایک بزرگ اوتار جو اس ملک اور نیز بنگالہ میں بڑی بزرگی اور عظمت کے ساتھ مانے جاتے ہیں - جن کا نام **سری کرشن** ہے - وہ اپنے **مُلہم** ہونے کا **دعوئے** کرتے ہیں - اور ان کے پَیرو نہ صرف اُن کو مُلہم بلکہ پرمیشور کر کے مانتے ہیں - مگر اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا +
ایسا ہی اس آخری زمانہ میں ہندو صاحبوں کی قوم میں سے **بابا نانک** صاحب ہیں جن کی بزرگی کی شہرت اس تمام ملک میں زبان زد عام ہے - اور جن کی پیروی کرنیوالی اس ملک میں وہ قوم ہے جو سکھ کہلاتے ہیں - جو بیس لاکھ سے کم نہیں ہیں - باوا صاحب اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ میں کھلے کھلے طور پر الہام کا دعوے کرتے ہیں - یہانتک کہ ایک جگہ وہ اپنی ایک جنم ساکھی میں لکھتے ہیں - کہ مجھے خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ **دینِ اسلام سچا** ہے - اسی بنا پر انھوں نے حج بھی کیا - اور تمام اسلامی عقاید کی پابندی اختیار کی اور بلاشبہ یہ بات ثابت ہے کہ ان سے کرامات اور نشان بھی صادر ہوئے ہیں - اور اس بات میں کچھ شک نہیں ہوسکتا کہ باوا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا - اور ان لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزّ وجل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے - وہ ہندوؤں میں صرف اس بات کی گواہی دینے

کے لیے پیدا ہؤا تھا۔ کہ اسلام خدا کی طرف سے ہے۔ جو شخص اس کے وہ تبرکات دیکھے جو ڈیرہ نانک
میں موجود ہیں جن میں بڑے زور سے اس نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کی گواہی دی ہے۔ اور پھر وہ تبرکات دیکھے جو بمقام گرو ہر سہائے ضلع فیروز پور میں موجود ہیں
جن میں ایک قرآن شریف بھی ہے۔ تو کس کو اس بات میں شک ہو سکتا ہے۔ کہ باوا نانک صاحب
نے اپنے پاک دل اور پاک فطرت اور اپنے پاک مجاہدہ سے اس راز کو معلوم کر لیا تھا جو ظاہری
پنڈتوں پر پوشیدہ رہا۔ اور انھوں نے الہام کا دعوٰے کر کے اور خدا کی طرف سے نشان
اور کرامات دکھلا کر اس عقیدہ کا خوب کھنڈن اور رد کر دیا جو کہا جاتا ہے۔ کہ وید کے بعد کوئی
الہام نہیں اور نہ نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ بلاشبہ باوا نانک صاحب کا وجود ہندوؤں کے لیے
خدا کی طرف سے ایک رحمت تھی۔ اور یوں سمجھو کہ وہ ہندو مذہب کا آخری اوتار تھا۔ جس نے
اس نفرت کو دور کرنا چاہا تھا جو اسلام کی نسبت ہندوؤں کے دلوں میں تھی۔ لیکن اس ملک
کی یہ بھی بدقسمتی ہے۔ کہ ہندو مذہب نے باوا نانک صاحب کی تعلیم سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ
پنڈتوں نے اُن کو دُکھ دیا کہ کیوں وہ اسلام کی تعریف جا بجا کرتا ہے۔ وہ ہندو مذہب اور اسلام
میں صلح کرانے آیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس کی تعلیم پر کسی نے توجہ نہیں کی۔ اگر اس کے وجود اور
اُس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اُٹھایا جاتا تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے۔ ہائے
افسوس ہمیں اس تصور سے رونا آتا ہے۔ کہ ایسا نیک آدمی دنیا میں آیا اور گذر بھی گیا۔ مگر
نادان لوگوں نے اس کے نور سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی +

بہر حال وہ اس بات کو ثابت کر گیا کہ خدا کی وحی اور اس کا الہام کبھی منقطع نہیں ہوتا۔
اور خدا کے نشان اس کے برگزیدوں کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اور
اس بات کی گواہی دے گیا کہ اسلام کی دشمنی نور کی دشمنی ہے +

ایسا ہی میں بھی اس بات میں صاحب تجربہ ہوں کہ خدا کی وحی اور خدا کا الہام ہرگز
اس زمانہ سے منقطع نہیں کیا گیا۔ بلکہ جیسا خدا پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے۔ اور جیسا کہ
پہلے سنتا تھا اب بھی سنتا ہے۔ یہ نہیں کہ اب وہ صفات قدیمہ اس کی معطل ہو گئی ہیں
میں تخمیناً تیس برس سے خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں۔ اور میرے ہاتھ پر
اس نے اپنے صدہا نشان دکھائے ہیں۔ جو ہزارہا گواہوں کے مشاہدہ میں آچکے ہیں
اور کتابوں اور اخباروں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور کوئی ایسی قوم نہیں جو کسی نہ کسی
نشان کی گواہ نہ ہو +

اب باوجود اس قدر متواتر شہادتوں کے یہ تعلیم آریہ سماج کی جو خواہ نخواہ ویدوں کی طرف
منسوب کی جاتی ہے۔ کیونکر قبول کرنے کے لائق ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ تمام سلسلہ
خدا کے کلام اور الہام کا ویدوں پر ختم ہو چکا ہے۔ اور پھر بعد اس کے صرف قصوں پر

مدار ہے۔ اور اسی اپنے عقیدہ کو ہاتھ میں لے کر وہ لوگ کہتے ہیں کہ ویدوں کے سوا جس قدر دنیا میں کلام الٰہی کے نام پر کتابیں موجود ہیں۔ وہ سب نعوذ باللہ انسانوں کے افترا ہیں۔ حالانکہ وہ کتابیں وید سے بہت زیادہ اپنی سچائی کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔ اور خدا کی نصرت اور مدد کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے۔ اور خدا کے فوق العادت نشان اُن کی سچائی پر گواہی دیتے ہیں۔ پھر کیا وجہ کہ وید تو خدا کا کلام مگر وہ کتابیں خدا کا کلام نہیں؟ اور چونکہ خدا کی ذات عمیق در عمیق اور نہاں در نہاں ہے۔ اس لیے عقل بھی اس بات کو چاہتی ہے۔ کہ وہ اپنے وجود کے ثابت کرنے کے لیے صرف ایک کتاب پر کفایت نہ کرے۔ بلکہ مختلف ملکوں میں سے نبی منتخب کر کے اپنا کلام اور الہام ان کو عطا کرے۔ تا انسان ضعیف البنیان جو جلد تر شبہات میں گرفتار ہو سکتا ہے دولتِ قبول سے محروم نہ رہے +

اور اس بات کو عقل سلیم ہرگز قبول کرنے کے لیے طیار نہیں ہے۔ کہ وہ خدا جو تمام دُنیا کا خدا ہے جو اپنے آفتاب سے مشرق اور مغرب کو روشن کرتا ہے۔ اور اپنے مینہ سے ہر ایک ملک کو ہر ایک ضرورت کے وقت سیراب فرماتا ہے۔ وہ نعوذ باللہ روحانی تربیت میں ایسا تنگ دل اور بخیل ہے۔ کہ ہمیشہ کے لئے ایک ہی ملک اور ایک ہی قوم اور ایک ہی زبان اس کو پسند آ گئی ہے۔ اور میں سمجھ نہیں سکتا۔ کہ یہ کس قسم کی منطق اور کس نوع کا فلسفہ ہے۔ کہ پرمیشور ہر ایک آدمی کی دُعا اور پرارتھنا کو اس کی زبان میں سمجھ تو سکتا ہے۔ اور نفرت نہیں کرتا۔ مگر اس بات سے سخت نفرت کرتا ہے۔ کہ بجز وید ک سنسکرت کے کسی اَور زبان میں دلوں پر الہام کرے۔ یہ فلاسفی یا ویدودیا اس سربستہ مُعمہ کی طرح ہے۔ جو اب تک کوئی انسان اس کو حل نہیں کر سکتا +

مَیں وید کو اس بات سے مُنزّہ سمجھتا ہوں کہ اس نے کبھی اپنے کسی صفحہ پر ایسی تعلیم شائع کی ہو۔ کہ جو نہ صرف خلافِ عقل ہو بلکہ پرمیشور کی پاک ذات پر بخل اور پکش پات کا داغ لگاتی ہو۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کسی الہامی پر ایک زمانہ دراز گذر جاتا ہے تو اس کے پَیرو کچھ تو بباعث نادانی کے اور کچھ بباعث اغراض نفسانی کے سہواً یا عمداً اس کتاب پر اپنی طرف سے حاشیے چڑھا دیتے ہیں۔ اور چونکہ حاشیہ چڑھانے والے متفرق خیالات کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس لیے ایک مذہب سے صدہا مذہب پیدا ہو جاتے ہیں +

اور یہ عجیب بات ہے۔ کہ جس طرح آریہ صاحبان یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ ہمیشہ آریہ خاندانوں اور آریہ ورت تک ہی الہام الٰہی کا سلسلہ محدود رہا ہے۔ اور ہمیشہ ویدک سنسکرت ہی الہام الٰہی کے لیے خاص رہی ہے۔ اور وہ پرمیشور کی زبان ہے

یہی یہود کا خیال اپنے خاندان اور اپنی کتابوں کی نسبت ہے۔ انکے نزدیک بھی خدا کی اصلی زبان عبرانی ہے۔ اور ہمیشہ خدا کے الہام کا سلسلہ بنی اسرائیل اور انھیں کے ملک تک محدود رہا ہے۔ اور جو شخص اُن کے خاندان اور ان کی زبان سے الگ ہونے کی حالت میں نبی ہونے کا دعوےٰ کرے۔ اس کو وہ نعوذ باللہ جھوٹا خیال کرتے ہیں +

پس کیا یہ توارد تعجب انگیز نہیں ہے۔ کہ ان دونوں قوموں نے اپنے اپنے بیان میں ایک ہی خیال پر قدم مارا ہے۔ اسی طرح دنیا میں اَور بھی کئی فرقے ہیں جو اسی خیال کے پابند ہیں۔ جیسے پارسی۔ جو اپنے مذہب کی بنیاد وید سے کئی ارب پہلے بتلاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ خیال (کہ ہمیشہ کے لیے اپنے ملک اور اپنے خاندان اور اپنی کتابوں کی زبان کو ہی خدا کی وحی اور الہام سے مخصوص کیا گیا ہے) محض تعصب اور کمی معلومات سے پیدا ہوا ہے۔ چونکہ پہلے زمانے دنیا پر ایسے گذرے ہیں۔ کہ ایک قوم دوسری قوم کے حالات سے اور ایک ملک دوسرے ممالک کے وجود سے بکلی بیخبر تھے۔ پس ایسی غلطی سے ہر ایک قوم کو جو خدا کی طرف سے کوئی کتاب ملی۔ یا کوئی خدا کا رسول اور نبی اس قوم میں آیا تو اس قوم نے یہی خیال کر لیا کہ جو کچھ خدا کی طرف سے ہدایت ہونی چاہئے تھی وہ یہی ہے۔ اور خدا کی کتاب صرف انھیں کے خاندان اور انھیں کے ملک کو دیگئی ہے۔ اور باقی تمام دنیا اس سے بے نصیب پڑی ہے +

اس خیال نے دنیا کو بہت نقصان پہنچایا۔ اور دراصل باہمی کینوں اور بغضوں کا بیج جو قوموں میں بڑھتی گئی یہی خیال تھا۔ ایک مدت تک تو ایک قوم دوسری قوم سے پردہ میں رہی اور ایک ملک دوسرے ملک سے مخفی اور مستور رہا۔ یہانتک کہ **آریہ ورت** کے فاضلوں کا یہ خیال تھا۔ کہ کوہ ہمالہ کے پرے کوئی آبادی نہیں +

پھر جبکہ خدا نے درمیان سے پردہ اٹھالیا۔ اور زمین کی آبادی کے متعلق کسی قدر لوگوں کے معلومات وسیع ہو گئے۔ تو وہ ایک ایسا زمانہ تھا۔ کہ وہ تمام غلط خصوصیتیں جو الہامی کتابوں اور اپنے رشیوں اور رسولوں کی نسبت لوگوں نے اپنے ہی دلوں سے تراش کر اپنے عقاید میں داخل کر لی تھیں۔ وہ ان کے دلوں میں خوب راسخ اور پتھر کے نقش کی طرح ہو گئیں۔ اور ہر ایک قوم یہی خیال کرتی تھی کہ **خدا** کا صدر مقام ہمیشہ اُنھیں کے ملک میں رہا ہے۔ اور چونکہ ان دنوں میں اکثر قوموں پر وحشیانہ خصلتیں غالب تھیں۔ اور ایک پورانی رسم کے مخالف کو تلوار کے ساتھ جواب دیا جاتا تھا۔ اس لیے کس کی مجال تھی کہ ہر یک قوم کی خودستائی کے جوشوں کو ٹھنڈا کر کے ان کے درمیان صلح کراتا۔ **گوتم بُدّھ** نے اس صلح کا ارادہ کیا تھا۔ اور وہ اس بات کا قائل نہ تھا۔ کہ جو کچھ ہے **وید** ہے آگے کچھ نہیں۔ اور نہ وہ قوم اور ملک اور خاندان کی خصوصیت

کا اقرار ہی تھا یعنی یہ مذہب اس کا نہیں تھا کہ گویا وید پر ہی سب کچھ حصر ہے۔ اور یہی زبان اور یہی ملک اور یہی برہمن پرمیشور کے الہام کے لئے ہمیشہ کے لئے اس کی عدالت میں رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اس نے اس اختلاف سے بڑا دُکھ اُٹھایا۔ اور اس کا نام ایک دہریہ اور ناستک مت والا رکھا گیا۔ جیسا کہ آجکل یورپ اور امریکہ کے تمام محقق جو حضرت عیسےٰ کی خدائی کو منظور نہیں کرتے۔ اور ان کے دل اس بات کو نہیں مانتے کہ خدا کو بھی سولی دے سکتے ہیں۔ وہ تمام لوگ حضرات پادری صاحبوں کے خیال میں دہریہ ہیں +

سو اسی قسم کا بُدھ بھی دہریہ ٹھہرایا گیا۔ اور جیسا کہ شریر مخالفوں کا دستور ہے عام لوگوں کو نفرت دلانے کی بہت سی تہمتیں اس پر لگائی گئیں۔ آخر انجام یہ ہُوا۔ کہ بُدھ آریہ ورت سے جو اس کی زاد و بوم اور وطن تھا نکالا گیا۔ اور ابتک ہندو لوگ بُدھ مذہب اور اُس کی کامیابی کو بڑی نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر حسب قول حضرت عیسےٰ علیہ السلام کہ نبی بیعزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔ دوسرے ملک کی طرف بُدھ نے ہجرت کر کے بڑی کامیابی حاصل کی۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ تیسرا حصہ دنیا کا بُدھ مذہب سے پُر ہے۔ اور کثرت پیروؤں کے لحاظ سے اس کا اصل مرکز چین اور جاپان ہے۔ اگرچہ وہ جنوبی روس اور امریکہ تک پھیل گیا ہے +

اب ہم پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں۔ کہ جن زمانوں میں ایک مذہب دوسرے مذہب سے بے خبر تھا۔ اس بیخبری کے عالم میں یہ ایک لازمی امر تھا کہ ہر ایک قوم اپنے مذہب اور اپنی کتاب پر ہی حصر رکھتی۔ مگر اس حصر کا آخر کار نتیجہ یہ ہُوا کہ جب ایک ملک دوسرے ملک کے وجود سے اطلاع پا گیا۔ اور ممالک مختلفہ کے لوگ ایک دوسرے کے مذہب سے مطلع ہو گئے۔ تب ان کے لئے یہ مشکل پڑی کہ ایک ملک کا مذہب دوسرے ملک کے مذہب کی تصدیق کر سکے۔ کیونکہ ہر یک مذہب کے لئے جو شاعرانہ طور پر مبالغہ کر کے خصوصیتیں اور فضیلتیں مقرر ہو چکی تھیں اُن کا دور کرنا کچھ سہل کام نہ تھا۔ اس لیے ہر یک اہل مذہب نے دوسرے مذہب کی تکذیب پر کمر بستہ کی۔ ژندواستا کے مذہب نے ہمچو من دیگرے نیست کا جھنڈا کھڑا کر دیا۔ اور سلسلہ پیغمبری کو اپنے خاندان تک ہی محدود رکھا۔ اور اپنے مذہب کی اتنی لمبی تاریخ بتلائی کہ وید کی تاریخ بتلانے والے ان کے سامنے شرمندہ ہیں +

ادھر عبرانیوں کے مذہب نے حد ہی کر دی کہ ہمیشہ کے لیے خدا کا تخت گاہ ملک شام ہی قرار دیا گیا۔ اور ہمیشہ انھیں کے خاندان کے برگزیدہ لوگ اس لائق قرار پائے کہ وہ ملک کی اصلاح کے لیے بھیجے جائیں۔ مگر حکماً وہ اصلاح بنی اسرائیل تک ہی محدود

رہی۔ اور انھیں کے خاندان پر الہام اور خدا کی وحی کی مہر لگ گئی۔ اور جو دوسرا اُٹھے وہ کاذب کہلاوے +

ایسا ہی آریہ ورت میں بھی بعینہٖ یہی خیالات شائع ہوگئے جو اسرائیلیوں میں شائع ہوئے۔ اور ان کے عقیدہ کے رو سے پرمیشور صرف آریہ ورت کا ہی راجہ ہے۔ اور راجہ بھی ایسا جس کو دوسرے ملکوں کی خبر ہی نہیں۔ اور بغیر کسی دلیل کے یہ مانا جاتا ہے۔ کہ جب سے پرمیشور ہے اس کو آریہ ورت کی ہی آب و ہوا پسند آگئی ہے۔ وہ ہرگز چاہتا نہیں۔ کہ دوسرے ملکوں میں بھی کبھی دورہ کرے۔ اور کبھی ان بیچاروں کی خبر بھی لے جن کو وہ پیدا کرکے بھول گیا +

دوستو! برائے خدا یہ سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ عقاید ایسے ہیں جن کو انسانی فطرت قبول کرسکتی ہے یا کوئی کانشنس ان کو اپنے اندر جگہ دے سکتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ یہ کس قسم کی عقلمندی ہے۔ کہ ایک طرف خدا کو تمام دنیا کا خدا ماننا اور پھر اسی منہ سے یہ بھی کہنا کہ وہ تمام دنیا کی ربوبیت کرنے سے دستکش ہے۔ اور صرف ایک خاص قوم اور ایک خاص ملک پر اس کی نظر رحم ہے۔ عقلمندو!! خود انصاف کرو کہ کیا خدا کے جسمانی قانونِ قدرت میں اس کی کوئی شہادت ملتی ہے۔ پھر اس کا روحانی قانون کیوں ایسی طرفداری پر مبنی ہے +

اور اگر عقل سے کام لیا جاوے۔ تو ہر ایک کام کی بھلائی یا برائی اُس کے نتیجہ سے بھی معلوم ہوسکتی ہے۔ پس مجھے اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ خدا کے ان بزرگ نبیوں کی ہتک اور ان کو گالیاں دینا جن کی غلامی اور اطاعت کے حلقہ میں ہر طبقہ کے کروڑہا انسان داخل ہیں اس کا نتیجہ کیسا ہے۔ اور انجام کار اس کا پھل کیا ہے۔ کیونکہ کوئی ایسی قوم نہیں کہ جو ایسے نتیجہ کو کچھ نہ کچھ دیکھ نہ چکی ہو +

اے عزیزو!! قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمایش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور ان کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے۔ بلکہ روح کو بھی ہلاک کرکے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے۔ وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبرِ دین کی عیب شماری اور ازالۂ حیثیت عرفی میں مشغول ہیں۔ اور ان قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہوسکتا۔ جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی اور اوتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں اپنے نبی یا پیشوا کی ہتک سنکر کس کو جوش نہیں آتا۔ خاص کر مسلمان ایک ایسی قوم ہے۔ کہ وہ اگرچہ اپنے نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا تو نہیں بناتی۔ مگر آنجناب کو ان تمام برگزیدہ

انسانوں سے بزرگتر جانتے ہیں۔ کہ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ پس ایک سچے مسلمان سے صلح کرنا کسی حالت میں بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ ان کے پاک نبی کی نسبت جب گفتگو ہو تو بجز تعظیم اور پاک الفاظ کے یاد نہ کیا جائے +

اور ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے۔ بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے۔ اور دنیا کے کسی ایک حصہ میں ان کی محبت اور عظمت جاگزین ہوگئی ہے۔ اور ایک زمانہ دراز اُس محبت اور اعتقاد پر گذر گیا ہے۔ تو پس یہی ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے۔ تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی۔ خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا اور اگر کوئی کاذب ان کی کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے +

اسی بنا پر ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں۔ اگرچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وید کی تعلیم پورے طور پر کسی فرقے کو خدا پرست نہیں بنا سکی اور نہ بنا سکتی تھی اور جو لوگ اس ملک میں بُت پرست یا آتش پرست یا آفتاب پرست یا گنگا کی پوجا کرنے والے اور ہزارہا دیوتاؤں کے پجاری یا جین مت یا شاکت مت والے پائے جاتے ہیں۔ وہ تمام لوگ اپنے مذاہب کو وید ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور وید ایک ایسی مجمل کتاب ہے کہ یہ تمام فرقے اسی میں سے اپنے اپنے مطلب نکال لیتے ہیں تاہم خدا کی تعلیم کے موافق ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں ہے انسان کے افترا میں یہ قوت نہیں ہوتی کہ کروڑہا لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے اور پھر ایک دائمی سلسلہ قائم کر دے اور اگرچہ ہم نے وید میں پتھر کی پرستش کا ذکر تو کہیں نہ پڑھا لیکن بلاشبہ اگنی وایو اور جل اور چاند اور سورج وغیرہ کی پرستش سے وید بھرا ہوا ہے۔ اور کسی شرتی میں ان چیزوں کی پرستش کے لیے ممانعت نہیں اب اس کا کون فیصلہ کرے کہ دوسرے تمام قدیم فرقے ہندوؤں کے جھوٹے ہیں۔ اور صرف نیا فرقہ آریوں کا سچا اور جو لوگ وید کے حوالہ سے ان چیزوں کی پرستش کرتے ہیں اُن کے ہاتھ میں یہ دلیل پختہ ہے کہ ان چیزوں کی پرستش کا وید میں صریح ذکر ہے۔ اور ممانعت کہیں بھی نہیں اور یہ کہنا کہ یہ سب پرمیشور کے نام ہیں۔ ہنوز یہ ایک دعوے ہے کہ جو ابھی صفائی سے طے نہیں ہوا اور اگر ہو جاتا تو کچھ وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ بڑے بڑے پنڈت بنارس اور دوسرے شہروں کے آریوں کے عقیدوں کو قبول نہ کرتے باوجود تیس پینتیس برس کی کوششوں کے بہت ہی کم ہندوں نے آریہ مذہب

اختیار کیا ہے اور بمقابلہ سناتن دھرم اور دوسرے ہندو فرقوں کے آریہ مذہب والے اس قدر تھوڑے ہیں کہ گویا کچھ بھی نہیں اور نہ اُن کا دوسرے ہندو فرقوں پر کوئی وسیع اثر ہے۔ ایسا ہی جو نیوگ کی تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ یہ بھی وہ امر ہے جو انسانی غیرت اور شرافت اس کو قبول نہیں کرتی۔ لیکن جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے ہم قبول نہیں کر سکتے کہ درحقیقت یہ وید ہی کی تعلیم ہے بلکہ ہماری نیک نیتی بڑے زور سے ہمیں اس بات کی طرف مائل کرتی ہے کہ ایسی تعلیمیں کسی نفسانی غرض سے بعد میں وید کی طرف منسوب کی گئی ہیں اور چونکہ وید پر ہزارہا برس گذر گئے ہیں اس لئے ممکن ہے کہ مختلف زمانوں میں بعض وید کے بھاشکاروں نے کئی قسم کی کمی بیشی کی ہو گی پس ہمارے لیے وید کی سچائی کی یہ ہی ایک دلیل کافی ہے۔ کہ آریہ ورت کے کئی کروڑ آدمی ہزارہا برسوں سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔ اور ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسے کلام کو دی جاوے جو کسی مفتری کا کلام ہے +

اور پھر جبکہ ہم باوجود ان تمام مشکلات کے خدا سے ڈر کر وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔ اور جو کچھ اس کی تعلیم میں غلطیاں ہیں وہ وید کے بھاشکاروں کی غلطیاں سمجھتے ہیں۔ تو پھر قرآن شریف جو اول سے آخر تک توحید سے بھرا ہوا ہے اور کسی جگہ اس میں سورج اور چاند وغیرہ کی پرستش کی تعلیم نہیں کی بلکہ صاف لفظوں میں فرمایا ہے۔ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا الله الذی خلقهن۔ یعنی نہ سورج کی پرستش کرو اور نہ چاند کی اور نہ کسی اور مخلوق کی۔ اور اسکی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔ علاوہ اس کے قرآن شریف خدا کے قدیم نشانوں اور تازہ نشانوں کی گواہی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور خدا کا وجود دکھلانے کے لیے ایک آئینہ ہے۔ کیوں وحشیانہ طور کے اس پر حملے کیئے جائیں۔ اور کیوں وہ معاملہ ہم سے نہیں کیا جاتا جو ہم آریہ صاحبوں سے کرتے ہیں۔ اور کیوں دشمنی اور عداوت کا تخم ملک میں بویا جاتا ہے۔ کیا امید کی جاتی ہے۔ کہ اس کا نتیجہ اچھا ہو گا۔ کیا یہ نیک معاملہ ہے۔ کہ ایک شخص جو پھول دیتا ہے اس پر پتھر پھینکا جاوے اور جو دودھ پیش کرتا ہے اس پر پیشاب گرایا جائے +

اگر اس قسم کی صلح تام کے لیے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان طیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی مان لیں۔ اور آیندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں۔ تو میں سب سے پہلے اس اقرارنامہ پر دستخط کرنے پر طیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہونگے۔ اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لینگے۔ اور اگر ایسا نہ کرینگے تو

ایک بڑی رقم تاوان کی جو **تین لاکھ روپیہ** سے کم نہیں ہوگی ہندو صاحبوں کی خدمت میں ادا کر دیں گے۔ اور اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں۔ اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا۔ کہ ہم حضرت **محمد** مصطفےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر **ایمان** لاتے ہیں۔ اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں۔ اور آیندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے۔ جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے۔ اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو **تین لاکھ روپیہ** سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے **پیشرو** کی خدمت میں پیش کریں گے۔ یاد رہے کہ ہماری احمدی جماعت **چار لاکھ** سے کچھ کم نہیں ہے۔ اس لیے ایسے بڑے کام کے لیے **تین لاکھ روپیہ** چندہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اور جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں در اصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہے۔ اس لیے میں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا ابھی تو وہ لوگ مجھے بھی کافر اور دجال قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ جب ہندو صاحبان میرے ساتھ ایسا معاہدہ کر لینگے تو یہ لوگ بھی ہرگز ایسی بیجا حرکت کے مرتکب نہیں ہونگے۔ کہ ایسی مہذب قوم کی کتاب اور رشیوں کو بُرے الفاظ سے یاد کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دلائیں۔ ایسی گالیاں تو درحقیقت انہیں لوگوں کی طرف سے منسوب کی جائینگی جو اس حرکت کے مرتکب ہونگے اور چونکہ ایسی حرکت حیا اور شرافت کے برخلاف ہے۔ اس لیے میں امید نہیں رکھتا کہ اس معاہدہ کے بعد وہ لوگ اپنی زبان کھولیں۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ معاہدہ کی تحریر کو پختہ کرنے کے لیے دونوں فریق کے دس دس ہزار سمجھدار لوگوں کے اس پر دستخط ہوں +

پیارو! صلح جیسی کوئی بھی چیز نہیں۔ آؤ ہم اس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک ہو جائیں۔ اور ایک قوم بن جائیں۔ آپ دیکھتے ہیں۔ کہ باہمی تکذیب سے کس قدر پھوٹ پڑ گئی ہے۔ اور ملک کو کسقدر نقصان پہنچتا ہے۔ آؤ اب یہ بھی آزما لو کہ باہمی تصدیق کی کس قدر برکات ہیں بہترین طریق صلح کا یہی ہے ورنہ کسی دوسرے پہلو سے صلح کرنا ایسا ہی ہے۔ کہ جیسا کہ ایک پھوڑے کو جو شفاف اور چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسی حالت میں چھوڑ دیں۔ اور اس کی ظاہری چمک پر خوش ہو جائیں حالانکہ اس کے اندر سڑی ہوئی اور بدبودار پیپ موجود ہے +

مجھے اس جگہ ان باتوں کے ذکر کرنے سے کچھ غرض نہیں کہ وہ نفاق اور فساد جو ہندواور

مسلمانوں میں آج کل بڑھتا جاتا ہے اس کے وجوہ صرف مذہبی اختلافات تک محدود نہیں ہیں بلکہ دوسری اغراض اس کی وجوہ ہیں جو دنیا کی خواہشوں اور معاملات سے متعلق ہیں مثلاً ہندوؤں کو ابتدا سے یہ خواہش ہے کہ گورنمنٹ اور ملک کے معاملات میں ان کا دخل ہو یا کم سے کم یہ ملکداری کے معاملات میں انکی رائے لیجاوے۔ اور گورنمنٹ ان کی ہر یک شکایت کو توجہ سے سُنے اور بڑے بڑے گورنمنٹ کے عہدے انگریزوں کی طرح ان کو بھی ملا کریں مسلمانوں سے یہ غلطی ہوئی کہ ہندوؤں کی ان کوششوں میں شریک نہ ہوئے۔ اور خیال کیا کہ ہم تعداد میں کم ہیں اور یہ سوچا کہ ان تمام کوششوں کا اگر کچھ فائدہ ہے تو وہ ہندوؤں کے لیے ہے نہ کہ مسلمانوں کے لیے۔ اس لیے نہ شراکت سے دستکش رہے۔ بلکہ مخالفت کرکے ہندوؤں کی کوشش کے سدراہ ہوے جس سے رنجش بڑھ گئی +

میں تسلیم کرتا ہوں کہ ان وجوہ سے بھی اصل عداوت پر حاشیئے چڑھ گئے ہیں۔ مگر میں ہرگز تسلیم نہیں کرونگا کہ اصل وجوہ یہی ہیں اور مجھے ان صاحبوں سے اتفاق رائے نہیں ہے جو کہتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کی باہمی عداوت اور نفاق کا باعث مذہبی تنازعات نہیں ہیں اصل تنازعات پولیٹکل ہیں + یہ بات ہر یک شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ مسلمان اس بات سے کیوں ڈرتے ہیں۔ کہ اپنے جائز حقوق کے مطالبات میں ہندوؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ اور کیوں آج تک ان کی کانگریس کی شمولیت سے انکار کرتے رہے ہیں۔ اور کیوں آخر کار ہندوؤں کی درستی رائے محسوس کرکے ان کے قدم پر قدم رکھا۔ مگر الگ ہوکر اور ان کے مقابل پر ایک مسلم انجمن قائم کردی مگر ان کی شراکت کو قبول نہ کیا + صاحبو اس کا باعث دراصل مذہب ہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں اگر آج وہی ہندو کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمانوں سے آکر بغلگیر ہو جائیں یا مسلمان ہی ہندو بن کر اگنی وایو وغیرہ کی پرستش وید کے حکم کے موافق شروع کر دیں۔ اور اسلام کو الوداع کہدیں تو جن تنازعات کا نام اب پولیٹیکل رکھتے ہیں وہ ایک دم میں ایسے معدوم ہو جائیں کہ گویا کبھی نہ تھے +

پس اس سے ظاہر ہے کہ تمام بغضوں اور کینوں کی جڑھ دراصل اختلاف مذہب ہے، یہی اختلاف مذہب قدیم سے جب انتہا تک پہنچتا رہا ہے تو خون کی ندیاں بہاتا رہا ہے۔ اے مسلمانوں جبکہ ہندو صاحبان تمہیں بوجہ اختلاف مذہب کے ایک غیر قوم جانتے ہیں اور تم بھی اس وجہ سے ان کو ایک غیر قوم خیال کرتے ہو۔ پس جب تک اس سبب کا ازالہ نہ ہوگا کیونکر تم میں اور انمیں ایک سچی صفائی پیدا ہوسکتی ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ منافقانہ طور پر باہم چند روز کے لیے میل جول بھی ہو جاوے۔ مگر وہ دلی صفائی جس کو درحقیقت صفائی کہنا چاہیئے صرف اسی حالت میں پیدا ہوگی جبکہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کرلوگے۔ اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی

اپنے بخل کو دور کر کے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کر لینگے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ تم میں اور ہندو صاحبوں میں سچی صلح کرانے والا صرف یہی ایک اصول اور یہی ایک ایسا پانی ہے جو کدورتوں کو دھو دیگا۔ اور اگر وہ دن آ گئے ہیں۔ کہ یہ دونوں بچھڑی ہوئی قومیں باہم ملجائیں تو خدا ان کے دلوں کو بھی اس بات کے لیے کھول دیگا جس کے لیے ہمارا دل کھول دیا ہے +

مگر اس کے ساتھ ضرور ہو گا کہ ہندو صاحبان کے ساتھ سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ اور سلوک اور مروت اپنی عادت کرو۔ اور ایسے کاموں سے اپنے تئیں باز رکھو جن سے اُن کو دُکھ پہنچے مگر وہ کام ہمارے مذہب میں نہ واجبات سے ہوں اور نہ فرائض مذہب سے۔ پس اگر ہندو صاحبان اپنے صدق دل سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی مان لیں۔ اور ان پر ایمان لاویں تو یہ تفرقہ کہ جو گائے کی وجہ سے ہے۔ اسکو بھی درمیان سے اٹھا دیا جائے۔ جس چیز کو ہم حلال جانتے ہیں۔ ہم پر واجب نہیں کہ ضرور اس کو استعمال بھی کریں بہتیری ایسی چیزیں ہیں کہ ہم حلال تو جانتے ہیں۔ مگر کبھی ہم نے استعمال نہیں کیں۔ ان سے سلوک اور احسان کے ساتھ پیش آنا ہمارے دین کی وصایا میں سے ایک وصیت ہے۔ خدا کو واحد لاشریک جاننا۔ پس ایک ضروری اور مفید کام کے لیے غیر ضروری کو ترک کرنا خدا کی شریعت کے مخالف نہیں۔ حلال جاننا اَور چیز ہے اور استعمال کرنا اَور چیز۔ دین یہ ہے کہ خدا کی منہیات سے پرہیز کرنا اور اسکی رضامندی کی راہوں کی طرف دوڑنا اور اس کی تمام مخلوق سے نیکی اور بھلائی کرنا اور ہمدردی سے پیش آنا اور دنیا کے تمام مقدس نبیوں اور رسولوں کو اپنے اپنے وقت میں خدا کی طرف سے نبی اور مصلح ماننا اور اُن میں تفرقہ نہ ڈالنا اور ہر یک نوع انسان سے خدمت کے ساتھ پیش آنا ہمارے مذہب کا خلاصہ یہی ہے۔ مگر جو لوگ ناحق خدا سے بیخوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں۔ اُن سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے +

میں اس وقت کسی خاص قوم کو بیوجہ ملامت کرنا نہیں چاہتا۔ اور نہ کسی کا دل دکھانا چاہتا ہوں نہایت افسوس سے آہ کھینچ کر مجھے یہ کہنا پڑا ہے کہ اسلام وہ پاک اور صلح کار مذہب تھا جس نے کسی قوم کے پیشوا پر حملہ نہیں کیا۔ اور قرآن وہ قابل تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا۔ اور تمام دنیا میں یہ فخر خاص قرآن شریف

کو حاصل ہے جس نے دنیا کی نسبت ہمیں یہ تعلیم دی - کہ لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون
یعنی تم اے مسلمانو! یہ کہو کہ ہم دنیا کے تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں - اور ان میں یہ تفرقہ نہیں ڈالتے
کہ بعض کو مانیں اور بعض کو رد کر دیں - اگر ایسی **صلحکار** کوئی اور الہامی کتاب ہے تو اس کا نام
لو - قرآن شریف نے خدا کی عام رحمت کو کسی خاندان کے ساتھ مخصوص نہیں کیا - اسرائیلی
خاندان کے جتنے نبی تھے کیا یعقوب اور کیا اسحاق اور کیا موسےٰ اور کیا داؤد اور کیا عیسےٰ سب
کی نبوت کو مان لیا - اور ہر ایک قوم کے نبی خواہ ہند میں گذرے ہیں اور خواہ فارس میں کسی
کو مکّار اور کذّاب نہیں کہا - بلکہ صاف طور پر کہدیا کہ ہر ایک قوم اور بستی میں نبی
گذرے ہیں - اور تمام قوموں کے لیے صلح کی بنیاد ڈالی - مگر افسوس کہ اس **صلح** کے
نبی کو ہر ایک قوم گالی دیتی ہے - اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے +

اے ہموطن پیارو!! میں نے یہ بیان آپ کی خدمت میں اس لیے نہیں کیا کہ
میں آپ کو دکھ دوں یا آپ کی دلشکنی کروں بلکہ میں نہایت نیک نیتی سے یہ عرض کرنا
چاہتا ہوں کہ جن قوموں نے یہ عادت اختیار کر رکھی ہے - اور یہ ناجائز طریق اپنے مذہب
میں اختیار کر لیا ہے - کہ دوسری قوموں کے نبیوں کو بدگوئی اور دشنام دہی کے ساتھ یاد
کریں - وہ نہ صرف بیجا مداخلت سے جس کے ساتھ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں خدا
کے گنہگار ہیں - بلکہ وہ اس گناہ کے بھی مرتکب ہیں - کہ بنی نوع میں نفاق اور دشمنی کا
تخم بوتے ہیں - آپ دل تھام کر اس بات کا مجھے جواب دیں کہ اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو
گالی دے یا اس کی ماں پر کوئی تہمت لگاوے - تو کیا وہ اپنے باپ کی عزت پر آپ حملہ نہیں
کرتا - اور اگر وہ شخص جس کو ایسی گالی دیگئی ہے - جواب میں اسی طرح گالی سناوے تو کیا
یہ کہنا بے محل ہوگا کہ بالمقابل گالی دئے جانے کا دراصل وہی شخص موجب ہے جس نے
گالی دینے میں سبقت کی - اور اس صورت میں وہ اپنے باپ اور ماں کی عزت کا خود دشمن
ہوگا +

خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اس قدر ہمیں طریق ادب اور اخلاق کا سبق سکھلایا ہے
کہ وہ فرماتا ہے - کہ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً
بغیر علم - سورۃ الانعام الجزو ۷ یعنی تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالی مت دو - کہ وہ
پھر تمہارے خدا کو گالیاں دینگے کیونکہ وہ اس خدا کو جانتے نہیں - اب دیکھو کہ باوجودیکہ
خدا کی تعلیم کی رو سے بت کچھ چیز نہیں ہیں - مگر پھر بھی خدا مسلمانوں کو یہ اخلاق
سکھلاتا ہے - کہ بتوں کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ
ایسا نہ ہو - کہ وہ لوگ مشتعل ہو کر خدا کو گالیاں نکالیں اور ان گالیوں کے تم باعث ٹھہر جاؤ
پس ان لوگوں کا کیا حال ہے - جو اسلام کے اس **عظیم الشان** نبی کو گالیاں دیتے اور

اور توہین کے الفاظ سے اس کو یاد کرتے اور وحشیانہ طریقوں سے اس کی عزت اور
چال چلن پر حملہ کرتے ہیں۔ وہ بزرگ نبی جس کا نام لینے سے اسلام کے
عظیم الشان بادشاہ تخت سے اُترتے ہیں۔ اور اس کے احکام کے آگے
سر جھکاتے اور اپنے تئیں اس کے ادنیٰ غلاموں سے شمار کرتے ہیں۔
کیا یہ عزت خدا کی طرف سے نہیں خداداد عزت کے مقابل پر تحقیر کرنا اُن لوگوں
کا کام ہے۔ جو خدا سے لڑنا چاہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم
خدا کے وہ برگزیدہ رسول ہیں جن کی تائید اور عزت ظاہر کرنے کے لیے خدا
نے دنیا کو بڑے بڑے نمونے دکھائے ہیں۔ کیا یہ خدا کے ہاتھ کا کام نہیں۔
جس نے بیس کروڑ انسانوں کا محمدی درگہ پر سر جھکا رکھا ہے۔ اگرچہ
ہر ایک نبی اپنی نبوت کی سچائی کے لیے کچھ ثبوت رکھتا تھا لیکن جس قدر ثبوت
آنجناب کی نبوت کے بارے میں ہیں جو آج تک ظاہر ہو رہے ہیں ان کی نظیر
کسی نبی میں نہیں پائی جاتی +

آپ لوگ اس دلیل کو نہیں سمجھ سکتے! کہ جب زمین گناہ اور پاپ سے پلید
ہو جاتی ہے۔ اور خدا کے ترازو میں بدکاریاں اور بدچلنیاں اور بے باکیاں
نیک کاموں سے بہت بڑھ جاتی ہیں تب خدا کی رحمت تقاضا کرتی ہے کہ ایسے وقت
میں کسی اپنے بندے کو بھیج کر زمین کے فسادوں کی اصلاح کی جائے۔ بیمار ہی طبیب کو
چاہتی ہے۔ اور آپ لوگ اس بات کے سمجھنے کے لیے سب سے زیادہ استعداد رکھتے ہیں
کیونکہ جیسا کہ بقول آپ صاحبوں کے وید ایسے وقت میں نہیں آیا جبکہ گناہ کا طوفان
برپا تھا بلکہ ایسے وقت آیا جبکہ زمین پر گناہ کا کوئی سیلاب نہ تھا۔ تو کیا آپ صاحبوں
کی نظر میں یہ بات قیاس سے دور ہے کہ ایسے وقت میں کوئی نبی ظاہر ہو جبکہ گناہ کا
تند سیلاب ہر ایک ملک میں اپنی تیز رفتار کے ساتھ جاری ہو +

مَیں نہیں امید رکھتا کہ آپ لوگ اس تاریخی واقعہ سے بیخبر ہونگے کہ جب ہمارے
رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے مسندِ رسالت کو اپنے وجود سے عزت دی تو وہ زمانہ ایک
ایسا تاریک زمانہ تھا کہ کوئی پہلو دنیا کی آبادی کا بدچلنی اور بدعقیدگی سے خالی نہ تھا
اور جیسا کہ پنڈت دیانند صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں
اُس زمانہ میں اس ملک آریہ ورت میں بھی بت پرستی نے خدا پرستی کی جگہ
لے لی تھی اور ویدک مذہب میں بہت سا بگاڑ ہو گیا تھا +

ایسا ہی پادری فنڈل صاحب مصنف میزان الحق جو عیسائی مذہب کا سخت حامی
ایک یورپین انگریز ہے وہ اپنی کتاب میزان الحق میں لکھتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کے وقت میں سب قوموں سے زیادہ بگڑی ہوئی عیسائی قوم تھی اور ان کی بدچلنیاں
عیسائی مذہب کی عار اور ننگ کا موجب تھیں اور خود قرآن شریف بھی اپنے نزول
کی ضرورت کے لیے یہ آیت پیش کرتا ہے +

قد ظہر الفساد فی البر والبحر - یعنے جنگل بھی بگڑ گئے اور دریا بھی بگڑ گئے۔ اس
آیت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی قوم خواہ وحشیانہ حالت رکھتی ہیں اور خواہ عقلمندی کا
دعوے کرتے ہیں فساد سے خالی نہیں ہیں +

اب جبکہ تمام شہادتوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ کے لوگ کیا مشرقی اور کیا مغربی اور کیا آریہ ورت کے رہنے والے اور کیا عرب کی ریگستان
کے باشندے اور کیا جزیروں میں اپنی سکونت رکھنے والے سب کے سب بگڑ گئے تھے اور ایک
بھی نہیں تھا جس کا خدا کے ساتھ تعلق صاف ہو اور بدعملیوں نے زمین کو ناپاک کر دیا
تھا تو کیا ایک عقلمند کو یہ بات سمجھ نہیں آسکتی کہ یہی وقت اور وہی زمانہ تھا جس
کی نسبت عقل تجویز کر سکتی ہے کہ ایسے تاریک زمانہ میں ضرور کوئی عظیم الشان نبی آنا
چاہئے تھا +

رہا یہ سوال کہ اس نبی نے دنیا میں آکر کیا اصلاح کی - اس سوال کا جواب جیسا کہ ایک مسلمان
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کے بارے میں دے سکتا ہے میں زور سے کہتا
ہوں کہ ایسا صاف اور مدلّل جواب نہ کوئی عیسائی دے سکتا ہے اور نہ کوئی یہودی اور
نہ کوئی آریہ +

پہلا مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عرب کی اصلاح تھی اور عرب کا ملک اس زمانہ
میں ایسی حالت میں تھا کہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان تھے کون سی بدی تھی جو ان میں
نہ تھی اور کونسا شرک تھا جو ان میں رائج نہ تھا چوری کرنا ڈاکہ مارنا ان کا کام تھا اور ناحق
کا خون کرنا اُن کے نزدیک ایک ایسا معمولی کام تھا جیسا کہ ایک چیونٹی کو پیروں کے نیچے
کچل دیا جائے یتیم بچوں کو قتل کر کے اُن کا مال کھا لیتے تھے لڑکیوں کو زندہ بگور
کرتے تھے زناکاری کے ساتھ فخر کرتے اور علانیہ اپنے قصیدوں میں ان گندی باتوں کا
ذکر کرتے تھے شراب خواری اُس قوم میں اس کثرت سے تھی کہ کوئی گھر بھی شراب سے
خالی نہ تھا اور قمار بازی میں سب ملکوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے حیوانوں کی عار
تھی اور سانپوں اور بھیڑیوں کی ننگ +

پھر جب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُنکی اصلاح کے لیے کھڑے ہوئے اور اپنی باطنی
توجہ سے ان کے دلوں کو صاف کرنا چاہا تو اُن میں تھوڑے ہی دنوں میں ایسی تبدیلی
پیدا ہوگئی کہ وہ وحشیانہ حالت سے انسان بنے اور پھر انسان سے مہذب انسان اور مہذب

انسان سے باخدا انسان اور آخر خدا تعالےٰ کی محبت میں ایسے محو ہو گئے کہ انھوں نے ایک مُردے جسّ عضو کی طرح ہر ایک دُکھ کو برداشت کیا وہ انواع اقسام کی تکالیف سے عذاب دیے گئے اور سخت بیدردی سے تازیانوں سے مارے گئے اور جلتی ہوئی ریت میں لٹائے گئے اور قید کیے گئے اور بھوکے اور پیاسے رکھ کر ہلاکت تک پہنچائے گئے مگر اُنھوں نے ہر یک مصیبت کے وقت آگے قدم رکھا۔ اور بہتیرے ان میں ایسے تھے کہ اُن کے سامنے اُن کے بچے قتل کیے گئے۔ اور بہتیرے ایسے تھے کہ بچوں کے سامنے وہ سولی دیئے گئے۔ اور جس صدق سے انھوں نے خدا کی راہ میں جانیں دیں اس کا تصوّر کر کے رونا آتا ہے۔ اگر ان کے دلوں پر یہ خدا کا تصرف اور اس کے نبی کی توجہ کا اثر نہ تھا تو پھر وہ کیا چیز تھی جس نے ان کو اسلام کی طرف کھینچ لیا۔ اور ایک فوق العادت تبدیلی پیدا کر کے ان کو ایسے شخص کے آستانہ پر گرنے کی رغبت دی کہ جو بیکس اور مسکین اور بے زری کی حالت میں **مکہ** کی گلیوں میں اکیلا اور تنہا پھرتا تھا۔ آخر کوئی روحانی طاقت تھی جو ان کو سفلی مقام سے اٹھا کر اوپر کو لے گئی۔ اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اکثر ان کے ان کی کفر کی حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن اور آنجناب کے خون کے پیاسے تھے۔ پس میں تو اس سے بڑھ کر کوئی **معجزہ** نہیں سمجھتا کہ کیونکر ایک غریب مفلس تنہا بیکس نے ان کے دلوں کو ہر یک کینہ سے پاک کر کے اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہانتک کہ وہ فخریہ لباس پھینک کر اور ٹاٹ پہن کر خدمت میں حاضر ہو گئے +

بعض نا سمجھ جو اسلام پر **جہاد** کا الزام لگاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ سب لوگ جبراً تلوار سے مسلمان کیے گئے تھے۔ افسوس ہزار افسوس کہ وہ اپنی بے انصافی اور حق پوشی میں حدّ سے گذر گئے ہیں۔ ہائے افسوس ان کو کیا ہو گیا کہ وہ عمداً صحیح واقعات سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم عرب کے ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے۔ تا یہ گمان کیا جاتا کہ چونکہ وہ بادشاہی جبرو اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اس لئے لوگ جان بچانے کے لیے ان کے جھنڈے کے نیچے آ گئے تھے۔ پس سوال تو یہ ہے کہ جبکہ آپ نے اپنی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی حالت میں خدا کی **توحید** اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی۔ تو اس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے تھے اور اگر ایمان نہیں لائے تھے تو پھر جبر کرنے کے لیے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا اور مدد طلب کی گئی تھی۔ **اے حق کے طالبو!** تم یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں ان لوگوں کی افترا ہیں جو اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے

چند دن بعد ہی فوت ہوگیا۔ اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور اس مصیبت اور یتیمی کے ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چرائیں اور بجز خدا کے کوئی متکفل نہ تھا۔ اور پچیس برس تک پہنچ کر بھی کسی چچا نے آپ کو اپنی لڑکی نہ دی۔ کیونکہ جیسا کہ بظاہر نظر آتا تھا۔ آپ اس لائق نہ تھے کہ خانہ داری کے اخراجات کے متحمل ہوسکیں۔ اور نیز محض **اُمّی** تھے اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپ چالیس برس کے سن تک پہنچے تو یکدفعہ آپ کا دل خدا کی طرف کھینچا گیا۔ ایک غار مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ جس کا نام **حرا** ہے آپ اکیلے وہاں جاتے اور غار کے اندر چھپ جاتے اور اپنے خدا کو یاد کرتے۔ ایک دن اُسی غار میں آپ پوشیدہ طور پر عبادت کر رہے تھے تب خدا تعالےٰ آپ پر ظاہر ہوا اور آپ کو حکم ہؤا کہ دنیا نے خدا کی راہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اور زمین گنہ سے آلودہ ہوگئی ہے۔ اس لیے میں تجھے اپنا **رسول** کر کے بھیجتا ہوں۔ اب تو جا اور لوگوں کو متنبہ کر کہ وہ عذاب سے پہلے خدا کی طرف رجوع کریں۔ اس حکم کے سننے سے آپ ڈرے۔ کہ مَیں ایک اُمّی یعنی ناخواندہ آدمی ہوں اور عرض کیا کہ مَیں پڑھنا نہیں جانتا تب خدا نے آپ کے سینہ میں تمام روحانی علوم بھر دیئے۔ اور آپ کے دل کو روشن کیا تھا۔ آپ کی قوت قدسیہ کی تاثیر سے غریب اور عاجز لوگ آپ کے حلقہ اطاعت میں آنے شروع ہوگئے اور جو بڑے بڑے آدمی تھے انھوں نے دشمنی پر کمر باندھ لی یہانتک کہ آخر کار آپ کو قتل کرنا چاہا۔ اور کئی مرد اور کئی عورتیں بڑے عذاب کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔ اور آخری حملہ یہ کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا مگر جس کو خدا بچائے اس کو کون مارے۔ خدا نے آپ کو اپنی وحی سے اطلاع دی کہ آپ اس شہر سے نکل جاؤ۔ اور مَیں ہر قدم میں تمہارے ساتھ ہونگا۔ پس آپ شہر مکہ سے **ابوبکر** کو ساتھ لے کر نکل آئے۔ اور تین رات تک غار **ثور** میں چھپے رہے دشمنوں نے تعاقب کیا۔ اور ایک سراغ رسان کو لے کر غار تک پہنچے۔ اس شخص نے غار تک قدم کا نشان پہنچا دیا۔ اور کہا کہ اس غار میں تلاش کرو۔ اس کے آگے قدم نہیں۔ اور اگر اس کے آگے گیا ہے تو پھر آسمان پر چڑھ گیا ہوگا۔ مگر خدا کی قدرت کے عجائبات کی کون حد بست کر سکتا ہے۔ خدا نے ایک ہی رات میں یہ قدرت نمائی کی کہ عنکبوت نے اپنی جالی سے غار کا تمام منہ بند کر دیا۔ اور ایک کبوتری نے غار کے منہ پر گھونسلا بنا کر انڈے دے دیئے اور جب سراغ رسان نے لوگوں کو غار کے اندر جانے کی ترغیب دی تو ایک بڈھا آدمی بولا کہ یہ سراغ رسان تو پاگل ہوگیا ہے۔ میں تو اس جالی کو غار کے منہ پر اُس زمانہ سے

دیکھ رہا ہوں۔ جبکہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ابھی پیدا ہی نہیں ہؤا تھا۔ اس بات کو سن کر سب لوگ منتشر ہو گئے۔ اور غار کا خیال چھوڑ دیا +

اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پوشیدہ طور پر مدینہ میں پہنچے۔ اور مدینہ کے اکثر لوگوں نے آپ کو قبول کر لیا۔ اس پر مکہ والوں کا غضب بھڑکا اور افسوس کیا کہ ہمارا شکار ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور پھر کیا تھا دن رات انھیں منصوبوں میں لگے کہ کس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں۔ اور کچھ تھوڑا گروہ مکہ والوں کا کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا وہ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مختلف ممالک کی طرف چلے گئے۔ بعض نے حبشہ کے بادشاہ کی پناہ لے لی تھی۔ اور بعض مکہ میں ہی رہے۔ کیونکہ وہ سفر کرنے کے لئے زادراہ نہیں رکھتے تھے۔ اور وہ بہت دکھ دیئے گئے۔ قرآن شریف میں ان کا ذکر ہے کہ کیونکر وہ دن رات فریاد کرتے تھے +

اور جب کفار قریش کا حد سے زیادہ ظلم بڑھ گیا۔ اور اُنھوں نے غریب عورتوں اور یتیم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ اور بعض عورتوں کو ایسی بیدردی سے مارا کہ ان کی دونوں ٹانگیں دو رسوں سے باندھ کر دو اونٹوں کے ساتھ وہ رسے خوب جکڑ دیئے۔ اور پھر ان اونٹوں کو دو مختلف جہات میں دوڑایا۔ اور اس طرح پر وہ عورتیں دو ٹکڑے ہو کر مر گئیں +

جب بیرحم کافروں کا ظلم اس حد تک پہنچ گیا خدا نے جو آخر اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اپنے رسول پر اپنی وحی نازل کی کہ مظلوموں کی فریاد میرے تک پہنچ گئی۔ آج میں اجازت دیتا ہوں کہ تم بھی ان کا مقابلہ کرو۔ اور یاد رکھو کہ جو لوگ بیگناہ لوگوں پر تلوار اٹھاتے ہیں۔ وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے جائینگے۔ مگر تم کوئی زیادتی مت کرو۔ کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا +

یہ ہے حقیقت اسلام کے جہاد کی جس کو نہایت ظلم سے بُرے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ بیشک خدا حلیم ہے۔ مگر جب کسی قوم کی شرارت حد سے گذر جاتی ہے۔ تو وہ ظالم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ اور آپ ان کے لیے تباہی کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ یعنی دین اسلام میں جبر نہیں۔ تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا۔ اور جبر کے کون سے سامان تھے۔ اور کیا وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں ان کا یہی صدق اور یہی ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے کے باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں۔ اور جب ہزار

تک پہنچ جائیں تو کئی لاکھ دشمن کو شکست دیدیں۔ اور دین کو دشمن کے حملہ سے بچانے کے لئے بھیڑیوں بکریوں کی طرح سر کٹادیں۔ اور اسلام کی سچائی پر خون سے مُہریں کردیں۔ اور خدا کی توحید کے پھیلانے کے لئے ایسے عاشق ہوں۔ کہ درویشانہ طور پر سختی اُٹھاکر افریقہ کے ریگستان تک پہنچیں۔ اور اس ملک میں اسلام کو پھیلادیں اور پھر ہر یک قسم کی صعوبت اٹھاکر چین تک پہنچیں نہ جنگ کے طور پر بلکہ محض درویشانہ طور پر اور اس ملک میں پہنچ کر دعوت اسلام کریں۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ان کے بابرکت وعظ سے کئی کروڑ **مسلمان** اس زمین میں پیدا ہو جائیں۔ اور پھر ٹاٹ پوش درویشوں کے رنگ میں ہندوستان میں آئیں۔ اور بہت سے حصہ **آریہ ورت** کو اسلام سے مشرف کردیں۔ اور یورپ کی حدود تک **لاالہ الا اللہ** کی آواز پہنچادیں۔ تم ایماناً کہو کہ کیا یہ کام ان لوگوں کا ہے جو جبراً مسلمان کیے جاتے ہیں۔ جن کا دل کافر اور زبان مومن ہوتی ہے + نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کے کام ہیں جن کے دل نور ایمان سے بھر جاتے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں خدا ہی خدا ہوتا ہے +

پھر ہم اس طرف رجوع کرتے ہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے واضح ہو کہ اسلام کا بڑا بھاری مقصد خدا کی توحید اور جلال زمین پر قائم کرنا اور شرک کا بکلی استیصال کرنا۔ اور تمام متفرق فرقوں کو ایک کلمہ پر قائم کرکے ان کو ایک قوم بنادینا ہے۔ اور پہلے مذاہب جس قدر دنیا میں گذرے ہیں۔ اور جس قدر نبی اور رسول آئے ہیں۔ اُن کی نظر صرف اپنی قوم اور اپنے ملک تک محدود تھی اور اگر انھوں نے کچھ اخلاق بھی سکھلائے تھے۔ تو اس اخلاقی تعلیم سے ان کا مقصد اس سے زیادہ نہ تھا۔ کہ اپنے ہی قوم کو ان کے اخلاق سے بہرہ یاب کریں چنانچہ حضرت مسیح نے صاف صاف کہدیا کہ میری تعلیم صرف بنی اسرائیل تک محدود ہے۔ اور جب ایک عورت نے جو اسرائیلی خاندان میں داخل نہ تھی بڑی عاجزی سے ان سے ہدایت چاہی۔ تو اُنھوں نے اس کو رد کیا۔ اور پھر وہ غریب عورت کُتیا سے اپنے تئیں مشابہت دے کر دوبارہ ہدایت کی مستدعی ہوئی تو وہی جواب اس کو ملا کہ مَیں صرف اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ آخر وہ چپ ہوگئی۔ مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہیں نہیں کہا۔ کہ میں صرف عرب کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ بلکہ قرآن شریف میں یہ ہے قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ یعنی لوگوں سے کہدے کہ مَیں تمام دنیا کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ مگر یاد رہے کہ حضرت عیسےٰ کا اس عورت کو صاف جواب دینا یہ ایسا امر

نہیں ہے۔ کہ اس میں حضرت عیسےٰ کا کوئی گناہ تھا بلکہ عام ہدایت کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔ اور حضرت کو خدا تعالےٰ کی طرف سے یہی حکم تھا کہ تم خاص بنی اسرائیل کے لیے بھیجے گئے ہو اوروں سے تمہیں کچھ غرض نہیں۔ پس جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ حضرت عیسےٰ کی اخلاقی تعلیم بھی محض یہودیوں تک محدود تھی۔ بات یہ تھی کہ توریت میں یہ احکام تھے کہ دانت کے بدلہ دانت اور آنکھ کے بدلہ آنکھ اور ناک کے بدلہ ناک اور اس تعلیم سے صرف یہ غرض تھی کہ تا یہودیوں میں عدل کا مسئلہ قائم کیا جاوے۔ اور تعدی اور زیادتی سے روکا جاوے۔ چونکہ بباعث اس کے کہ وہ چارسو برس تک غلامی میں رہ چکے تھے۔ ان میں ظلم اور سفلہ پن کی خصلتیں بہت پیدا ہو گئی تھیں۔ پس خدا کی حکمت نے یہ تقاضا کیا کہ جیسا کہ انتقام اور بدلہ لینے میں ان کی فطرتوں میں ایک تشدد تھا اس کے دور کرنے کے لیے ایک تشدد کے ساتھ اخلاقی تعلیم پیش کی جاوے۔ سو وہ اخلاقی تعلیم انجیل ہے۔ جو صرف یہودیوں کے لیے ہے۔ نہ تمام دنیا کے لیے۔ کیونکہ دوسری قوموں سے حضرت عیسےٰ کو کچھ بھی غرض نہ تھی +

مگر واقعی بات یہ ہے۔ کہ اس تعلیم میں جو حضرت عیسےٰ نے پیش کی صرف یہی نقص نہیں کہ وہ دنیا کی عام ہمدردی پر مبنی نہیں۔ بلکہ ایک یہ بھی نقص ہے۔ کہ جیسا کہ توریت تشدد و انتقام کی تعلیم میں افراط کی طرف مائل ہے۔ ایسا انجیل عفو اور درگذر کی تعلیم میں تفریط کی طرف جھک گئی ہے۔ اور ان دونوں کتابوں نے انسانی درخت کی تمام شاخوں کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ بلکہ اس درخت کی ایک شاخ کو تو توریت پیش کرتی ہے۔ اور دوسری شاخ انجیل کے ہاتھ ہے۔ اور دونوں تعلیمیں اعتدال سے گری ہوئی ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہر وقت اور ہر موقعہ پر انتقام لینا اور سزا دینا قرین مصلحت نہیں ایسا ہی ہر وقت اور ہر موقعہ پر عفو اور درگذر کرنا انسانی تربیت کے مصالح سے بالکل مخالف ہے۔ اسی وجہ سے تو قرآن شریف نے ان دونوں تعلیموں کو رد کر کے یہ فرمایا ہے۔ جزاء سیئۃٍ سیئۃٌ مثلھا فمن عفی و اصلح فاجرہ علی اللہ۔ یعنی بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے۔ جو کی جاوے۔ جیسا کہ توریت کی تعلیم ہے۔ مگر جو شخص عفو کرے جیسا کہ انجیل کی تعلیم ہے۔ تو اس صورت میں وہ عفو مستحسن اور جائز ہوگی جبکہ کوئی نیک نتیجہ اس کا مرتب ہو۔ اور جس کو معاف کیا گیا کوئی اصلاح اس کی اس عفو سے متصور ہو۔ ورنہ قانون یہی ہے جو توریت میں مذکور ہے +

ذیل میں وہ متفرق یادداشتیں دی جاتی ہیں جو حضرت اقدس نے اس
مضمون کے متعلق لکھی تھیں۔ اور مجھے ان کے مسودات سے دستیاب ہوئیں۔

کمال الدین

آیات قرآن شریف جو اس مضمون میں انشاء اللہ لکھی جائیں گی +

لا اکراہ فی الدین قد تبیّن الرشد من الغی۔ صفحہ ۵۶

ان تبدوا الصدقات فنعما ھی وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم
ویکفر عنکم من سیاتکم۔ اگر تم ظاہر کرو خیرات کو تو وہ اچھا ہے۔ اور اگر تم خیرات کو
چھپاؤ تو وہ بہت ہی اچھا ہے۔ ایسی خیرات تمہاری برائیاں دور کریگی۔ صفحہ ۶۰

الذین ینفقون اموالھم بالیل والنھار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم
ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون صفحہ ۶۱

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی
ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔ تاکہ ان کا بھلا ہو۔ صفحہ ۳۷ سورۃ البقرہ
الجزو ۲ چاہئے کہ میرے حکموں کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لادیں۔ تاکہ ان کا بھلا ہو +

فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا صفحہ ۴۱ الجزو ۲ سورۃ البقرہ۔ تم
محبت سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ خدا کو یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو +

ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد صفحہ ۴۲ الجزو ۲ البقرہ
بعض ایسے ہیں کہ اپنے نفسوں کو خدا کی راہ میں بیچ دیتے ہیں۔ تا کسی طرح وہ راضی ہو +

یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافہ۔ ولا تتبعوا خطوات الشیطن۔ انہ
لکم عدو مبین صفحہ ۴۲۔ اے ایمان والو خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈال دو اور شیطانی
راہوں کو اختیار مت کرو۔ کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اس جگہ شیطان سے مراد وہ
ہی لوگ ہیں جو بدی کی تعلیم دیتے ہیں +

لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم صفحہ ۴۶ +

یاایھا الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی صفحہ ۵۸ کالذی
ینفق مالہ رئاء الناس ولا یومن باللہ والیوم الاخر فمثلہ کمثل صفوان
علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلدا۔ صفحہ ۵۸

قرآن شریف میں یہ خاص حکم ہے۔ کہ اس کی اخلاقی تعلیم تمام دنیا کے لیے ہے۔ مگر
انجیل کی اخلاقی تعلیم صرف یہود کے لئے ہے +

نوٹ۔ یہ حوالجات صفحات غالباً اس قرآن مجید کے ہیں۔ جو حضور علیہ السلام کے پاس بوقت تحریر پیغام صلح تھا + کمال الدین

اس بیان میں کہ قرآن شریف دوسری امتوں کے نیکوں کی بھی تعریف کرتا ہے +

لیسوا سواءً من اهل الکتاب امة قائمة یتلون اٰیات اللّٰه اٰناء الیل وهم
یسجدون ۰ یؤمنون باللّٰه والیوم الاٰخر ویأمرون بالمعروف وینهون
عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئك من الصّٰلحین - صفحہ ۸۵
یا ایها الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یألونکم خبالا ۰ ودّوا
ما عنتّم قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر قد بیّنا
لکم الاٰیات ان کنتم تعقلون ۰ هاٰ انتم اولاء تحبونهم ولا یحبونکم و
تؤمنون بالکتاب کله واذا لقوکم قالوا اٰمنا ۰ واذا خلوا عضّوا علیکم
الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللّٰه علیم بذات الصدور صفحہ ۸۷ +
الم تر الی الذین یزکون انفسهم بل اللّٰه یزکی من یشاء ولا یظلمون فتیلا صفحہ ۱۱۴
ان اللّٰه یأمرکم ان تؤدّوا الامانات الیٰ اهلها واذا حکمتم بین النّاس
ان تحکموا بالعدل ان اللّٰه نعمّا یعظکم به ان اللّٰه کان سمیعاً بصیرا صفحہ ۱۱۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہودی اور مسلمان میں اس کے متعلق ہے

من یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها ج ومن یشفع شفاعة سیئة
یکن له کفل منها وکان اللّٰه علیٰ کل شیءٍ مقیتا - سورة النسا الجزو ۵ ع

اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے +

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فیها وغضب اللّٰه
علیه ولعنه واعدله عذابا عظیما - سورة النساء صفحہ ۱۲۳ - الجزء ۵ ع
ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السّلٰم لست مؤمنا ۱۲۳ - الجزو ع ۵ سورة النسا رکوع ۱۵
ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه للّٰه وهو محسن واتّبع ملت
ابراهیم حنیفا صفحہ ۱۳۰ - الجزو ع ۵ سورة النسا رکوع ۱۵

والصلح خیر - صفحہ ۱۳۰ - الجزو ع ۵ سورة النسا رکوع ۱۵

یا ایها الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء للّٰه ولو علیٰ
انفسکم او الوالدین والاقربین - الجزو ع ۵ سورة النساء صفحہ ۱۳۶
یا ایها الذین اٰمنوا اٰمنوا باللّٰه ورسوله والکتاب الذی نزّل علیٰ
رسوله والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللّٰه وملٰئکته
وکتبه ورسله والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالاً بعیدا صفحہ ۱۳۲ +
وقولوا اٰمنّا باللّٰه وما انزل الینا ... وما اوتی النّبیّون من ربهم لا نفرق
بین احدٍ منهم ونحن له مسلمون - صفحہ ۲۷

سورۃ البقرہ - فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقد اھتدوا ع وان تولوا فانما
ھم فی شقاق صفحہ ۲۷ سورۃ البقرہ
اگر وہ ایسا لائیں جیسا کہ تم ایمان لائے تو وہ ہدایت پا چکے - اور اگر ایسا ایمان نہ لاویں تو
پھر وہ ایسی قوم ہے - کہ جو مخالفت چھوڑنا نہیں چاہتی - اور صلح کی خواہاں نہیں +
رسلاً مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل
وکان اللہ عزیزاً حکیماً صفحہ ۱۳۷ سورۃ النسا الجزء ۶
ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ
و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذلک
سبیلا اولئک ھم الکفرون حقاً و اعتدنا للکفرین عذاباً مھینا - صفحہ ۱۳۵ سورۃ النسا +
وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم اٰیت اللہ یکفر بھا و یستھزأ بھا
فلا تقعدوا معھم صفحہ ۱۳۳ +
ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و اٰمنتم وکان اللہ شاکراً علیما - صفحہ ۱۳۵
انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ و کلمتہ القھا الی مریم و روح
منہ فاٰمنوا باللہ و رسلہ ولا تقولوا ثلثۃ انتھوا خیراً لکم صفحہ ۱۳۹ سورۃ النساء الجزو ۶ +
الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام - صفحہ ۱۴۱
یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم
علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی و اتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون صفحہ ۱۴۳ سورۃ المائدہ
الجزو ۶ ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان و ایتائ ذی القربی +
یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من
عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون - ۱۶۱ صفحہ - المائدہ
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ -
قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین - صفحہ ۱۹۹
الانعام الجزو ۸
قد افلح من زکھا و قد خاب من دسھا ..... ومن کان فی ھذہ
اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی (صفحہ ۲۰۸) +
وھو الذی یرسل الریاح بشراً بین یدی رحمتہ حتی اذا اقلت
سحاباً ثقالاً سقنہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ
من کل الثمرات کذلک نخرج الموتی لعلکم تذکرون و البلد الطیب
یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا کذلک

نصرف الآیات لقوم یشکرون ـ صفحہ ۲۰۹ سورۃ الاعراف
وما ارسلنا فی قریہ من نبی الا اخذنا اھلھا بالبأساء والضراء لعلھم یضرعون + سورۃ الاعراف صفحہ ۲۱۵
اور ہم نے کسی بستی میں کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر ہم نے ان کو انکار کی حالت میں قحط اور وبا کے ساتھ پکڑا۔ تا اس طرح پر وہ عاجزی کریں +
ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ حتیٰ عفوا وقالوا قد مس اباءنا الضراء والسراء فاخذنٰھم بغتۃ وھم لا یشعرون ـ صفحہ ۲۱۵ ـ سورۃ الاعراف الجزء ۸
ولوان اھل القریٰ اٰمنوا والتقوا لفتحنا علیھم برکٰت من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذنٰھم بما کانوا یکسبون ـ صفحہ ۲۱۵ ـ الاعراف
افامن اھل القریٰ ان یأتیھم باسنا بیاتاً وھم نائمون ط اوامن اھل القریٰ ان یأتیھم بأسنا ضحیً وھم یلعبون ـ صفحہ ۲۱۵
یأمرھم بالمعروف وینھٰی ھم عن المنکر ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم ط فالذین اٰمنوا بہٖ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہٗ لا اولٰئک ھم المفلحون ۵ ۲۲۵ ـ الاعراف الجزء ۹
یعنی ان باتوں کے لیئے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں۔ اور ان باتوں سے منع کرتا ہے جن سے عقل بھی منع کرتی ہے۔ اور پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے۔ اور ناپاک کو حرام ٹھہراتا ہے۔ اور قوموں کے سر پر سے وہ بوجھ اُتارتا ہے۔ جس کے نیچے وہ دبی ہوئی تھیں۔ اور ان گردنوں کی طوقوں سے وہ رہائی بخشتا ہے۔ جس کی وجہ سے گردنیں سیدھی نہیں ہوسکتی تھیں پس جو لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔ اور اپنی شمولیت کے ساتھ اس کو قوت دیں گے۔ اور اس کی مدد کریں گے۔ اور اس نور کی پیروی کریں گے۔ جو اس کے ساتھ اتارا گیا۔ وہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات پائینگے +
قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا صفحہ ۲۲۵ ـ الاعراف الجزء ۹
والذین یمسکون بالکتٰب واقاموا الصلوٰۃ ط انا لا نضیع اجر المصلحین ۲۲۸
اور جو لوگ محکم پکڑتے ہیں کتاب کو اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔ ان کے ہم اجر ضائع نہیں کرتے
الست بربکم ط قالوا بلیٰ صفحہ ۲۲۹ روحوں کے قوے جن میں خدا تعالےٰ حق پیدا ہوا ہے بزبان حال گواہی دے رہے ہیں جو وہ خدا کے ہاتھ سے نکلے ہیں +
پس اگر یہ سوال پیش ہو کہ ہم کس طرح قرآن شریف پر ایمان لاویں۔ کیونکہ دونوں تعلیموں میں تناقض درمیان ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ کوئی تناقض نہیں وید کی شرتیوں کی ہزارہا طور پر تفسریں کی گئی ہیں۔ اور منجملہ ان کے ایک تفسیر وہ بھی ہے جو قرآن کے مطابق ہے +

جو شخص خدا سے نہیں ڈرتا وہ ایک حق الامر کے بارے میں ایسا مقابلہ سے پیش آتا ہے۔ کہ گویا اس کو موت کی طرف کھینچنا چاہتے ہیں۔ اور وہ اپنی جان بچا رہا ہے +

یا ایہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔ ویکفر عنکم سیاتکم ویغفر لکم واللہ ذو الفضل العظیم۔ صفحہ ۲۳۹ سورۃ الانفال الجزو ۹ ع
ان اولیاؤہ الا المتقون + (ترجمہ) اے ایمان والو اگر تم تقوےٰ اختیار کرو۔ تو تم میں اور تمہارے غیر میں خدا ایک فرق رکھ دیگا اور تمہیں پاک کریگا۔ اور تمہارے گناہ بخش دیگا۔ اور تمہارا خدا صاحب فضل بزرگ ہے +

یادداشت۔ دین مذہب صرف زبانی قصہ نہیں بلکہ جس طرح سونا اپنی علامتوں سے شناخت کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سچی ہدایت کا پابند اپنی روشنی سے ظاہر ہو جاتا ہے +

خدا ہلاک کرتا ہے اس شخص کو جو دلیل کے ساتھ ہلاک ہو چکا اور زندہ رکھتا ہے اس شخص کو جو دلیل کے ساتھ زندہ ہے +

وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ انہ ھو السمیع العلیم صفحہ ۲۴۴ سورۃ انفال ع
اور اگر مخالف لوگ صلح کے واسطے جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور خدا پر توکل کرو +

وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین صفحہ ۲۴۴ سورۃ الانفال +
اور اگر صلح کے وقت دل میں دغا پر ہیں تو اُس دغا کے تدارک کے لیے خدا تجھے کافی ہے +

الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدؤکم اول مرۃ اتخشونھم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین سورۃ التوبہ الجزو ع
قل ان کان اباؤکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یأتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفاسقین۔ صفحہ ۲۵۲۔ سورۃ التوبہ الجزء ۹ ع
وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم۔ صفحہ ۲۶۸۔ التوبہ ع

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الامرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ وبشر المومنین۔ صفحہ ۲۷۱۔ سورۃ التوبہ الجزو ع ۱۱
(ترجمہ) وہ لوگ خوش وقت ہیں۔ جو سب کچھ چھوڑ کر خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور خدا کی پرستش میں مشغول رہتے ہیں۔ اور خدا کی تعریف میں لگے رہتے ہیں۔ اور خدا کی راہ کی منادی کے لیے دنیا میں پھرتے ہیں۔ اور خدا کے آگے جھکے رہتے ہیں

اور سجدہ کرتے ہیں وہی مومن ہیں جن کو نجات کی خوشخبری دیگئی ہے - ۲۷۸
خدا نے اپنے قانون قدرت میں مصائب کو پانچ قسم پر منقسم کیا ہے - یعنی آثار مصیبت
کے جو خوف دلاتے ہیں - اور پھر مصیبت کے اندر قدم رکھنا - اور پھر ایسی حالت جب
پیدا ہوتا ہے - اور پھر زمانہ تاریک مصیبت کا - اور پھر صبح رحمت الٰہی کی
یہ پانچ وقت ہیں - جن کے نمونہ پانچ نمازیں ہیں +
یاایھا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون
ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بآیتہٖ +

شتوں
ذیل میں چند اعتراضات اور چند حقائق درج کئے جاتے ہیں - جو حضور علیہ السلام کی یادداشتوں
میں جو پیغام صلح کے متعلق آپ نے لکھی ہوئی تھیں مجھے ملے - ان اعتراضات کو رد کرنے کا
اور ان حقائق پر بموجب تعلیم قرآن روشنی ڈالنے کا آپ کا ارادہ تھا - ایسا ہی بعض امور
بُدھ کی کتاب سے لیے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جو ان دنوں آپ کے زیر مطالعہ تھی - جن کے متعلق آپ
کچھ لکھنا چاہتے تھے (کمال الدین)

اعتراضات

۱ - جتنی الہامی کتابیں ہیں ان میں کونسی ایسی نئی بات ہے جو پہلے معلوم نہ تھی +
۲ - کس سائنس کے عقدہ کو نبیوں نے حل کیا جو پہلے لاینحل تھا +
۳ - نبیوں نے روح کی کیفیت و ماہیت کچھ نہیں بتلائی - اور نہ آئندہ زندگی کا کچھ حال بتلایا
نہ خدا کا ہی مفصل حال بیان کر سکے - لیکن انبیاء نے بیان کیا ہے کہ نیند کے اور اسباب تھے
فن طبعی میں نیند کو اسباب طبعیہ میں رکھا ہے +
۴ - سابقہ مغالطوں کو رفع نہیں کیا - اور نہ پیچیدہ مسائل کو سلجھایا بلکہ اور بھی الجھن میں ڈالدیا
۵ - بُدھ کی اخلاقی تعلیم سب سے اعلےٰ ہے +
۶ - جس چیز سے انسان پیار کرتا ہے - اس سے اگر جُدا کیا جائے تو وہی اُس کے لیے ایک عذاب ہو جاتا ہے
۷ - اور جس چیز سے اگر پیار کرے - اگر وہ میسر آجائے تو وہی اسکی راحت کا موجب ہو جاتا
ہے - وحیل بینھم و بین ما کانو یشتھون +
۸ - خواہش کا نابود کرنا ذریعہ نجات ہے +
۹ - دنیا میں کبھی علم صحیح سے نجات ملتی ہے - اور کبھی عمل صحیح سے نجات ملتی ہے - اور کبھی قول
صحیح سے نجات ملتی ہے - اور کبھی فعل صحیح سے نجات ملتی ہے - اور کبھی بنی نوع سے معاملہ پاک
موجب نجات ہو جاتا ہے - اور کبھی خدا سے معاملہ نیک اور دو دکھ چھوڑتا ہے - اور کبھی
ایک درد دوسری دردوں کے لیے کفارہ ہو جاتی ہے +

۱۰- سچ کہو جھوٹھ نہ بولو بیہودہ باتوں سے پرہیز کرو۔ اور اپنے فعل یا اپنے قول سے کسی کو نقصان مت پہنچاؤ۔ اپنی زندگی کو پاک رکھو۔ غیبت نہ کرو۔ اور کسی پر بہتان مت لگاؤ۔ نفسانی شہوات اپنے پر غالب نہ ہونے دو۔ کینہ اور حسد سے پرہیز کرو بغض سے اپنا دل صاف رکھو۔ اپنے دشمن سے بھی وہ معاملہ نہ کرو جو تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ ایسی نصیحتیں دوسروں کو مت کرو جن کے تم خود پابند نہیں۔ معرفت کی ترقی میں لگے رہو۔ جہل سے دل کو پاک کرو۔ جلدی سے کسی پر اعتراض مت کرو +

نفرت کرنے سے نفرت رفع نہیں ہوتی بلکہ اور بھی بڑھتی ہے۔ محبت نفرت کو ٹھنڈا کرکے رفع کر دیتی ہے +

لن ینال اللہ لحومها ولا دماءها ولکن ینالہ التقوی منکم۔ یعنی دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔ جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں +

مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ اُن کی قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے +

خدا نے بہشت کی خوبیاں اس پیرایہ میں بیان کی ہیں جو عرب کے لوگوں کو چیزیں دلپسند تھیں وہی بیان کر دی ہیں تا اس طرح ان کے دل اس طرف مائل ہو جائیں۔ اور در اصل وہ چیزیں اور ہیں یہی چیزیں نہیں مگر ضرور تھا کہ ایسا بیان کیا جاتا۔ تاکہ دل مائل کیے جائیں مثل الجنۃ التی وعد المتقون + کتاب مبھ صفحہ ۹۶

وہ جو اپنی نفسانی خواہشات کے پورا کرنے میں لگا رہتا ہے وہ سراسر اپنی بیخکنی کرتا ہے لیکن وہ جو سیدھے راستہ پر چلتا ہے اس کا نہ صرف بدن بلکہ روح بھی نجات کو پہنچیگی +

وہ جو اپنی نفسانی خواہشات کے پورا کرنے میں لگا رہتا ہے وہ سراسر اپنی بیخکنی کرتا ہے اور نہ صرف جسم کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ بلکہ روح کو بھی ہلاک کرتا ہے۔ مگر وہ جو راہ راست پر چلتا ہے اور نفسانی جذبات کا پیرو نہیں ہوتا۔ وہ نہ صرف اپنے جسم کو ہلاکت سے بچاتا ہے۔ بلکہ اپنی روح کو بھی نجات تک پہنچا دیتا ہے۔ قد افلح من زکٰھا وقد خاب من دسّٰھا +

ایک گاؤں میں سو گھر تھے۔ اور صرف ایک گھر میں چراغ جلتا تھا۔ تب جب لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ اپنے اپنے چراغ لیکر آئے۔ اور سب نے اس چراغ سے اپنے چراغ روشن کئے۔ اسیطرح ایک روشنی سے کثرت ہو سکتی ہے۔ اسی طرف اللہ تعالےٰ اشارہ کرکے فرماتا ہے۔ وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا +

انسان تو اپنی جان کا بھی مالک نہیں چہ جائیکہ وہ دولت کا مالک ہو۔ ایک چمچہ شربت کا مزہ نہیں پا سکتا اگرچہ کئی بار اسمیں پڑتا ہے شیرینی ہاتھوں کے ذریعہ سے منہ تک پہنچتی ہے لیکن ہاتھ شیرینی کا مزہ نہیں پا سکتے۔ اسی طرح جس کو خدا نے حواس نہیں دیئے وہ ذریعہ بن کر بھی کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتا

ان اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔ صم بکم عمی فھم لا یرجعون +

ایک بڑی لذت چھوٹی لذت سے غنی کر دیتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ولذکر اللہ اکبر +

(۱) ایمان بیج ہے (۲) نیک کام مینہ ہے (۳) مجاہدات ہل ہیں جو جسمانی اور ظاہری طور پر کئے جاتے ہیں۔ نفس مرتاض بیل ہے۔ جو نفس لوامہ ہے۔ شریعت اس کے چلانے کیلیے ڈنڈا ہے۔ اور وہ اناج جو اس سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ دائمی زندگی ہے +

ذات سے خارج وہ ہوتا ہے۔ جو نیک صفات سے خالی ہو۔ کیونکہ انسان کی نیک صفات ہی اسکی ذات ہے۔ اپنے دل کے جذبات کو سمجھنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ وہ جن چیزوں میں اپنی خوشحالی دیکھتے ہیں۔ درحقیقت وہ خوشحالی کا موجب ہی ہوتیں +

جو شخص بدی کے مقابل پر بدی نہیں کرتا اور معاف کرتا ہے وہ بلاشبہ تعریف کے لائق ہے۔ مگر اس سے زیادہ وہ شخص تعریف کے لائق ہے جو عفو یا انتقام کا مقید نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہو کر مناسب وقت کام کرتا ہے۔ کیونکہ خدا بھی ہر ایک کے مناسب حال کام کرتا ہے جو سزا کے لائق ہے اسکو سزا دیتا ہے جو معافی کے لائق ہے اسکو معافی دیتا ہے۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی و اصلح فاجرہ علی اللہ +

دنیا میں دو فرقے بہت ہیں۔ ایک تو وہ جو عدل کو پسند کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو احسان کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ اور تیسرا فرقہ وہ ہے جو سچی ہمدردی اس قدر ان پر غالب آجاتی ہے کہ وہ عدل اور احسان کا پابند نہیں رہتا۔ بلکہ سچی ہمدردی کی رہنمائی سے مناسب وقت پر عمل کرتا ہے۔ جیسا کہ ماں اپنے بچے کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ کہ شیریں اور لذیذ غذائیں بھی اسکو اور پھر مناسب وقت پر تلخ ادویہ بھی دیتی ہے۔ اور دونوں حالتوں میں اس کی

میرے بیان میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہوگا جو گورنمنٹ انگریزی کے برخلاف ہو۔ اور ہم اس گورنمنٹ کے شکرگزار ہیں۔ کیونکہ ہمنے اس سے امن اور آرام پایا ہے۔ میں اپنے دعوے کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کے انتخاب سے بھیجا گیا ہوں تا میں غلطیوں کو رفع کروں اور پیچیدہ مسائل کو صاف کردوں۔ اور اسلام کی روشنی دوسری قوموں کو دکھلاؤں اور یاد رہے کہ جیسا کہ ہمارے مخالف ایک مکروہ صورت اسلام کی دکھلا رہے ہیں۔ یہ صورت اسلام کی نہیں ہے بلکہ وہ ایسا چمکتا ہوا ہیرا ہے۔ جس کا ہر ایک گوشہ چمک رہا ہے۔ ایک بڑے محل میں بہت سے چراغ ہوں اور کوئی چراغ کسی دریچہ سے نظر آوے۔ اور کوئی کسی کونہ سے یہی حال اسلام کا ہے کہ اسکی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اسکی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں وہ ہر یک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گذرا ہے۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی کسی تعلیم کو خواہ اس کا عقاید کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ

ہو قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک شخص مسلمان ہوں بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں۔ اور یہ میری گواہی بیوقت نہیں بلکہ ایسے وقت میں جبکہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے مجھے خبر دیگئی ہے۔ کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہونگے کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب تمام دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کریگا۔ اس مذہبی جنگ میں مجھے حکم ہے۔ کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اس شخص کی ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکوؤں کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی غفلت کی حالت میں اس پر ڈاکہ مارنا چاہتے ہیں۔ پس جو شخص اس کی سنتا ہے وہ اپنا مال ان ڈاکوؤں کی دست برد سے بچا لیتا ہے۔ اور جو نہیں سنتا وہ غارت کیا جاتا ہے۔ ہمارے وقت میں دو قسم کے ڈاکو ہیں کچھ تو باہر کی راہ سے آتے ہیں۔ اور کچھ اندر کی راہ سے اور وہی مارا جاتا ہے جو اپنے مال کو محفوظ جگہ میں نہیں رکھتا۔ اس زمانہ میں ایمانی مال کے بچانے کے لئے محفوظ جگہ یہ ہے کہ اسلام کی خوبیوں کا علم ہو۔ اسلام کی قوت روحانی کا علم ہو۔ اسلام کے زندہ معجزات کا علم ہو اور اس شخص کا علم ہو جو اسلامی بھیڑوں کے لیے بطور گلہ بان مقرر کیا جائے۔ کیونکہ پرانا بھیڑیا اب تک زندہ ہے وہ مرا نہیں ہے۔ وہ جس بھیڑ کو اس کے چرانے والے سے دور دیکھیگا وہ ضرور اس کو لے جائیگا +

اے بندگان خدا آپ لوگ جانتے ہیں کہ جب امساک باراں ہوتا ہے۔ اور ایک مدت تک مینہ نہیں برستا تو اس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کوئیں بھی خشک ہو جاتے ہیں پس جس طرح جسمانی طور پر آسمانی پانی بھی زمین کے ہاتھوں میں جوش پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر جو آسمانی پانی ہے۔ یعنی خدا کی وحی وہی سفلی عقلوں کو تازگی بخشتا ہے۔ سو یہ زمانہ بھی اس روحانی پانی کا محتاج تھا +

میں اپنے دعوے کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ جبکہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا۔ اور نہ صرف تقوے طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسےٰ کے وقت میں تھے سچائی کے دشمن ہو گئے تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا۔ نہ صرف یہ کہ میں زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانہ نے مجھے بلایا ہے +

قصیدہ مدحیہ در شانِ امام ہمام عالیجناب حضرت مسیح الموعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام

متضمن بر خیلے از احوال عاشقان الٰہی

از مصنّف

ندارم احتیاجِ شہریارے — کہ ہستم بر درے امیدوارے
شدم فارغ ز شاہانِ زمانہ — کہ سر دارم بہ دہلیزِ نگارے
گدایانہ بکویش اوفتادم — نیارم۔ شہریارے در شمارے
دلم۔ رم کردہ از آہو نگاہاں — بمن۔ چشمِ عنایت کردہ یارے
سلام دہ۔ بزلفِ ماہ رویاں — کہ دل بستم بفتراک نگارے
چہ دانی حالِ ما۔ اے خشک مُلّا — ترا۔ از عشق و مستی۔ ننگ و عارے
جنونِ عشق او شد مصقلِ عقل — بدو شد عقل پاک از ہر غبارے
علاجِ دردِ من شد دردِ عشقش — بعشقش یافتم صبر و قرارے
بیا۔ بنشیں بمن در ذیلِ مستاں — اگر خواہی کہ باشی ہوشیارے
دریں جا نام بیماری شفا ہست — تسلّی بخش دل۔ آں اضطرارے
ہماں شد۔ واقفِ سرِّ حقیقت — کہ جست از عقل و فہمِ خود کنارے
بچشمِ ناکساں یک سادہ لوحے — مگر در مُلکِ حکمت تاجدارے
ز سیم و زر تہیدستے بظاہر — مگر معمُور از لطفِ نگارے
کسے کو۔ طوقِ عشقش شد بگردن — ز اغلالِ زماں شد رستگارے

نثار من صد جان و دیدم بزارے

الا اے منکر از شانِ مسیحا — بیا بشنو ز من احوالِ یارے
شفائے ہر مرض در قادیان ست — شدہ دارالاماں کوے نگارے
ہلاکت شد دمِ او بہر اغیار — مگر آبِ حیاتے بہر یارے
ز دستش حلِ مشکلہاے مردم — ز انفاسش شود گلزار نماریے
ز نطقش سحرِ مُلّایاں شکستہ — عصا شد۔ خامۂ او بہر مارے
ز علمِ دنیوی۔ نا آشنائے — مگر اسرارِ حق را رازدارے
ز دُنیاے دنی چوں تافتہ روے — کند دنیا بر ویش جاں نثارے
غمِ روزی خورد جانِ عزیزت — کفیل او شدہ پروردگارے
ز ہر خوشہ رساند خرمن اورا — بیارد نعمتے از ہر دیارے

نوٹ:- یہ قصیدہ

نشانِ بے نشانے گر بجوئی
بنزدیکت نشاں خارج زعادت
چو آید بر لبش حرفِ دُعائے
دُعائے او ۔ قضائے آسمانی

ز اخلاق کریم او چہ گویم
بہ شفقت از پدر افزوں تر آمد
بخدمت چاکرد ۔ در دوستداری
ترحم مے کند بر دشمناں ہم
بہ رافت ۔ مسلم و کافر برابر

مطاع عالم و مخدوم دُنیا
غم اسلام خوردہ مغز جانش
شماری ایں کسے را دشمن دیں
مثالِ علم تو آمد بہ قرآں

شنو یک نقطۂ ازمن کہ کافی است
بزعم تو کسے کو حق پرست است
مگر آں کس کہ دانی دشمن دیں
باتیام ونما دست قضا ہیں
خدا را فکر کن گاہے تو دیدی
اگر او مفتری بودے و کذّاب
نگرکارش بہر دم در ترقی ست
زمان او فزوں از بست وسہ شد
چو ایں کذب است حیرانم چہ گوئی
مگر قطعِ وتیں گاہے نخواندی

خدا را توبہ کن زیں فسق و عصیاں
کہ او طاعون را کردہ مُسلط
بلاہائے دگر ہم کرد پیدا
نجاتے بس ہماں یابد کہ باشد

الا اے مرغ طبعم ایں چہ بینم
مگر اوج کمالے مسکنت بُود

بیا کن مجلسے باآں نگارے
خدا داند کہ من دیدم ہزارے
قضائے آسماں گوید کہ آرے
براو آساں شدہ ہر صعب کارے

دریں آواں نبی را یادگارے
بمہرش مہر مادر ہیچ کارے
رفیق و مونس و غم خوار و یارے
پئے ایمان شاقست اشکبارے
پئے اغیار و یارے غمگسارے

مگر در کارِ دیں خدمتگزارے
دو چشمانش پئے دیں اشکبارے
بریں عقل است ۔ تف ۔ اے بدشعارے
کتابے چند بر پُشت حمارے

اگر باشی عقیل و ہوشیارے
[illegible] کردہ ۔ چرا رُسوا و خوارے
بہر موطن ہموں شد کامگارے
باو شد یا بہ خصمش سازگارے
کسے شد با عدوے خویش یارے
بروزے چند گشتے سخت خوارے
خدا در نصرتش چوں دوستدارے
چو از وحی اش مخاطب کرد یارے
بشانِ آں رسول کرد گارے
چہ شد عقل ترا اے ہوشیارے

بہ ترس از اخذ آں غیرت شعارے
براں کو سینہ اش پُر از نقارے
خبر داد از بلا در ہر دیارے
امامِ وقت را خدمتگزارے

ترا در قعرِ ایں عالم قرارے
ازیں پستی خدا را یک فرارے